تنظیم اسلامی کا ترجمان

26

ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

www.tanzeem.org

28 شوال تا 5 ذوالقعدہ 1440ھ/2 تا 8 جولائی 2019ء

راست اقدام (Active Resistance)

انقلابی جدوجہد کا پانچواں مرحلہ اقدام کا ہوگا۔ یہ انتہائی نازک فیصلے کا وقت ہے اور قیادت کی ذہانت کا امتحان ہے۔ اس مرحلے کے لیے مناسب وقت کا تعین بہت ضروری ہے۔ اگر آپ کی تیاری نہیں ہے اور آپ نے اقدام کر دیا تو آپ ختم ہو جائیں گے۔ دوسری طرف اگر تیاری پوری ہونے کے باوجود اقدام میں تاخیر کر دی تو آپ نے موقع کھو دیا۔ You have missed the bus —— گویا اگر آپ نے موقع گنوا دیا تب بھی آپ ناکام ٹھہریں گے اور اگر آپ نے قبل از وقت اقدام کر دیا' تب بھی ناکام قرار پائیں گے۔ اقدام کا فیصلہ اس وقت کیا جانا چاہیے جب یہ محسوس ہو کہ ایک تو ہماری تعداد کافی ہے۔ ''کافی'' کا مطلب مختلف حالات میں مختلف ہوگا۔ ایک چھوٹے سے ملک میں جس کی ایک کروڑ کی آبادی ہے' شاید پچاس ہزار آدمی بھی ایسے تیار ہو جائیں تو کافی ہو جائیں گے' جبکہ پندرہ کروڑ کی آبادی کے ملک میں تین چار لاکھ تربیت یافتہ افراد درکار ہوں گے۔ دوسرے یہ کہ اب ان کے اندر ڈسپلن کی پوری پابندی ہو' یہ ''سنو اور اطاعت کرو!'' (listen & obey) کے اصول کے خوگر ہو گئے ہوں کہ انہیں حکم دیا جائے گا تو حرکت کریں گے اور جب رُکنے کا کہا جائے گا تو رُک جائیں گے۔ ایسے انقلابی نہ ہوں کہ اوّل تو چلتے ہی نہیں اور اگر چل پڑیں تو رُکتے ہی نہیں۔

رسولِ انقلاب ﷺ کا طریقِ انقلاب

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

اس شمارے میں

NO GRAY AREA

حقیقی فلاح کا راستہ

مطالعۂ کلامِ اقبال

صدر محمد مرسی کی شہادت

دیو استبداد

راستے اور راہی کے حقوق

الہدیٰ (859)

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

غیر اللہ کو پکارنا

سُوْرَةُ الْحَجّ — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ — آیات: 12 تا 15

يَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهٗ وَمَا لَا يَنْفَعُهٗ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ۝ يَدْعُوْا لَمَنْ ضَرُّهٗٓ اَقْرَبُ مِنْ نَّفْعِهٖ ۭ لَبِئْسَ الْمَوْلٰى وَلَبِئْسَ الْعَشِيْرُ ۝ اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ ۝ مَنْ كَانَ يَظُنُّ اَنْ لَّنْ يَّنْصُرَهُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ فَلْيَمْدُدْ بِسَبَبٍ اِلَى السَّمَاۗءِ ثُمَّ لْيَقْطَعْ فَلْيَنْظُرْ هَلْ يُذْهِبَنَّ كَيْدُهٗ مَا يَغِيْظُ ۝

آیت ۱۲ ﴿يَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهٗ وَمَا لَا يَنْفَعُهٗ ۭ﴾ ’’وہ پکارتا ہے اللہ کے سوا اُن کو جو نہ اسے کوئی ضرر پہنچا سکتے ہیں اور نہ ہی نفع دے سکتے ہیں۔‘‘

﴿ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ۝۱۲﴾ ’’یہی ہے بہت دور کی گمراہی۔‘‘

آیت ۱۳ ﴿يَدْعُوْا لَمَنْ ضَرُّهٗٓ اَقْرَبُ مِنْ نَّفْعِهٖ ۭ﴾ ’’وہ پکارتا ہے اس کو جس کا ضرر اس کے نفع سے قریب تر ہے۔‘‘

اگر کوئی شخص اللہ کے سوا کسی اور کو معبود کا درجہ دے کر پکارے گا تو اس سے اس کو کچھ نفع تو ملنے والا نہیں ہے البتہ اس سے نقصان اسے بہرحال مل کر رہے گا۔

﴿لَبِئْسَ الْمَوْلٰى وَلَبِئْسَ الْعَشِيْرُ ۝۱۳﴾ ’’بہت ہی برا ہے وہ مددگار اور بہت ہی برا ہے وہ رفیق۔‘‘

آیت ۱۴ ﴿اِنَّ اللّٰهَ يُدْخِلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۭ﴾ ’’یقیناً اللہ داخل کرے گا اُن لوگوں کو جو ایمان لائے اور جنہوں نے نیک عمل کیے اُن باغوں میں جن کے دامن میں ندیاں بہتی ہوں گی۔‘‘

﴿اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ ۝۱۴﴾ ’’یقیناً اللہ کرتا ہے جو چاہتا ہے۔‘‘

اُس کے اختیارات غیر محدود ہیں۔ وہ جو چاہے کر گزرتا ہے۔

آیت ۱۵ ﴿مَنْ كَانَ يَظُنُّ اَنْ لَّنْ يَّنْصُرَهُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ﴾ ’’جس شخص کو یہ گمان ہو کہ اللہ ہرگز اس کی مدد نہیں کرے گا دنیا اور آخرت میں‘‘

﴿فَلْيَمْدُدْ بِسَبَبٍ اِلَى السَّمَاۗءِ ثُمَّ لْيَقْطَعْ﴾ ’’تو اسے چاہیے کہ وہ ایک رسّی آسمان کی طرف تانے‘ پھر اسے کاٹ دے‘‘

﴿فَلْيَنْظُرْ هَلْ يُذْهِبَنَّ كَيْدُهٗ مَا يَغِيْظُ ۝۱۵﴾ ’’پھر دیکھے کہ کیا اس کی یہ تدبیر اس چیز کو دور کر دیتی ہے جو اسے غصہ میں لاتی ہے!‘‘

آیت زیر نظر میں یہ نکتہ سمجھانے کے لیے ایک شخص کی مثال دی گئی ہے جس نے اپنے اوپر ایک رسی (اللہ کی طرف سے امید) کو تھاما ہوا ہے۔ وہ شخص اگر کسی مرحلے پر مایوس ہو کر خود ہی رسی کو چھوڑ دے گا تو وہ اپنا ہی نقصان کرے گا۔ جیسے ایک حدیث میں قرآن کو اللہ کی رسی قرار دیا گیا ہے ایسے ہی اللہ کی امید بھی ایک معنوی رسی ہے جو ہمیں اللہ کے ساتھ وابستہ کیے ہوئے ہے۔ جب تک یہ رسی ہمارے ہاتھ میں رہے گی اللہ سے ہمارا تعلق قائم رہے گا‘ اگر ہم اس رسی کو کاٹ دیں گے یعنی اللہ سے اپنی اُمید منقطع کر لیں گے تو اس مضبوط سہارے کو گویا خود ہی اپنے ہاتھ سے چھوڑ دیں گے۔ چنانچہ اس آیت کے پیغام کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ کی نصرت کی امید اور اس کے وعدوں پر یقین رکھو‘ یہ تمہارے لیے بہت مضبوط سہارا ہے۔

فرمان نبویؐ

اللہ اور لوگ تم سے محبت کریں گے!

عَنْ سَهْلِ ابْنِ السَّاعِدِيِّ رضی اللہ عنہ قَالَ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ : دُلَّنِيْ عَلَى عَمَلٍ إِذَا أَنَا عَمِلْتُهُ أَحَبَّنِيَ اللّٰهُ وَأَحَبَّنِيَ النَّاسُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((اِزْهَدْ فِي الدُّنْيَا يُحِبَّكَ اللّٰهُ وَازْهَدْ فِيْمَا فِي أَيْدِي النَّاسِ يُحِبُّوْكَ)) (ابن ماجہ)

سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے (بارگاہ رسالت میں) حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ مجھ کو کوئی ایسا عمل بتا دیجیے کہ میں جب اس کو اختیار کروں تو اللہ تعالیٰ بھی مجھ سے محبت رکھے اور لوگ بھی مجھ سے محبت کریں؟ حضور ﷺ نے فرمایا: ’’دنیا سے زہد اختیار کرو (یعنی دنیا کی محبت میں گرفتار نہ ہو) اللہ تعالیٰ تم سے محبت رکھے گا اور اس چیز کی طرف رغبت نہ کرو جو لوگوں کے پاس ہے (یعنی جاہ و دولت) لوگ تم سے محبت کریں گے۔‘‘

تشریح: کسی دنیوی چیز کی طرف زائد از ضرورت خواہش و میلان نہ رکھنے کو ’’زہد‘‘ کہتے ہیں اور حقیقی زہد یہ ہے کہ دنیا کی لذت میسر ہونے کے باوجود ان سے بے رغبتی اختیار کی جائے تو اللہ کی محبت حاصل ہو جائے گی۔ لوگوں سے کسی قسم کی جاہ و دولت کی توقع نہ رکھے تو لوگ تم سے محبت کریں گے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ

ایوب بیگ مرزا

NO GRAY AREA

پاکستان کی تاریخ، اِس کا جغرافیہ، عالمی قوتوں سے اِس کی دوستیاں اور دشمنیاں، سائنس اور ٹیکنالوجی کے حوالے سے اِس کی واضح پسماندگی اور ایٹمی قوت اور میزائل ٹیکنالوجی کے حوالے سے اِس کی ترقی اور کئی ترقی یافتہ ممالک پر بازی لے جانا، پاکستان کا سیاسی عدم استحکام اور معیشت کا دیوالیہ ہونا، بدترین دہشت گردی کا ارتکاب، وسیع سطح پر جانی و مالی نقصان اور پھر اِس کی شدت پر فوج کا قابو پالینا اور دہشت گردوں کے نیٹ ورک کو تقریباً تباہ کرنے میں کامیاب ہو جانا، مذہبی تنازعات اور فرقہ وارانہ خلیج، لیکن عوامی سطح پر اکثریتی عوام کا شہروں، قصبوں اور گلی کوچوں میں گُھل مل کر رہنا یہ سب کچھ ثابت کرتا ہے کہ پاکستان کا قیام ہی معجزہ نہیں تھا بلکہ پاکستان کا قائم رہ جانا بھی معجزہ ہے۔ یہ بات بھی فراموش نہیں کرنی چاہیے کہ پاکستان دنیا کا واحد ملک ہے جس کی فعال جنگی سرحد چھتیس سو (3600) کلومیٹر ہے۔ مشرق میں بھارت جیسا ازلی دشمن ہے جس نے ایک دن کے لیے بھی تقسیم ہند کو قبول نہیں کیا تھا۔ شمال مغرب میں وہ افغانستان ہے جس نے عالمی فورم اقوام متحدہ میں پاکستان کے ممبر بننے کی مخالفت کی تھی وہاں اب پاکستان سے انتہائی ناراض عالمی قوت امریکہ کا قبضہ ہے۔ افغانستان کو امریکہ اور بھارت پاکستان کے خلاف سازشیں کرنے کے لیے بطور اڈہ استعمال کر رہے ہیں۔ گویا پاکستان داخلی اور خارجی سطح پر انتہائی خطرناک حالات سے دوچار ہے۔ ستر سال میں اِس کی سلامتی پر بھرپور وار کیے گئے۔ 1971ء میں ایک کامیاب وار کیا گیا اور پاکستان دولخت ہو گیا۔ شکست و ریخت کا یہ عمل جب وقوع پذیر ہوا تو پاکستان میں فوج حکمران تھی اور فوج ہی پر چونکہ ملک کی سلامتی کی اصل ذمہ داری ہوتی ہے لہٰذا باوجودیکہ سیاست دانوں نے ہمالیائی غلطیاں کیں یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ اِس سانحہ کی ذمہ دار اولاً اور اصلاً فوج تھی۔ باقی سب ثانوی درجہ میں ذمہ دار تھے۔

ہم نے یہ تمہید اس لیے باندھی ہے کہ آج پھر دشمنانِ پاکستان خصوصاً امریکہ، بھارت اور اسرائیل کا ابلیسی اتحاد پاکستان پر کاری اور فیصلہ کن ضرب لگانے کی تیاریاں کر رہا ہے۔ نائن الیون کے بعد امریکہ نے جو تباہی و بربادی کا سلسلہ شروع کیا تھا اور ایک منصوبے کے تحت مختلف اسلامی ممالک پر حملہ آور ہوا تھا اور مختلف عذر تراش کر افغانستان، عراق، لیبیا اور شام کو تباہ و برباد کر دیا گیا۔ ہمیں صاف دکھائی دے رہا ہے کہ اُس منصوبے کا تکمیلی مرحلہ شروع ہوا چاہتا ہے۔ جس کے دو مقاصد ہیں امریکہ کی سپرمیسی کو چیلنج کرنے والوں کو مکمل طور پر زیر کیا جائے، اُن کا ناطقہ بند کیا جائے اور دوسرا گریٹر اسرائیل کے راستے کی تمام رکاوٹوں کو تہس نہس کر دیا جائے۔ حقیقت یہ ہے کہ روس، چین وغیرہ پہلے مقصد یعنی امریکی سپرمیسی کو چیلنج کرنے کے حوالے سے نشانہ بنائے جائیں گے تاکہ وہ تابع ہو جائیں یعنی امریکی سپرمیسی کو مکمل طور پر قبول کر لیں۔ مشرق وسطیٰ کے مسلمان ممالک دوسرے مقصد یعنی گریٹر اسرائیل کے خواب کو شرمندہ تعبیر کرنے کے حوالے سے نشانہ پر ہیں۔ عجب اور دلچسپ بات یہ ہے کہ پاکستان دونوں حوالوں سے ٹارگٹ

ہفت روزہ

لاہور

ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

28 شوال تا 5 ذوالقعدہ 1440ھ جلد 28
2 تا 8 جولائی 2019ء شمارہ 26

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید

مدیر: ایوب بیگ مرزا

ادارتی معاون: فرید اللہ مروت

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی

"دارالاسلام" ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 79-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور۔ 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 15 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک...... 600 روپے
بیرون پاکستان

انڈیا---------------(2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)

ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر "مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے

Email:maktaba@tanzeem.org

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

ہوگا۔ اس لیے کہ ایٹمی پاکستان جس کے میزائلوں کی رینج میں اسرائیل ہے وہ گریٹر اسرائیل کے راستے کی شاید واحد اور حقیقی رکاوٹ ہے۔ جہاں تک دوسرے ہدف یعنی امریکی سپرمیسی کو قائم رکھنا اور اگلی صدی میں عالمی شہنشاہیت کا تاج پہن کر داخل ہونے کا تعلق ہے پاکستان کی قطعی طور پر یہ کوئی حیثیت نہیں کہ اس میں رکاوٹ بن سکے لیکن ہوا یہ کہ عالمی قوتوں کی نئی صف بندی میں پاکستان امریکہ دشمن اتحاد کا حصہ بنتا چلا جا رہا ہے۔ یہ پاکستان کی ضرورت بھی ہے اور مجبوری بھی۔ پاکستان امریکہ کے زبردست اصرار اور دباؤ کے باوجود امریکہ کے Containment of China منصوبہ کا حصہ بننے پر کبھی بھی تیار نہ ہوا۔ امریکہ چاہتا تھا کہ پاکستان کشمیر کو بھلا کر یا بھارت کا چاہا حل قبول کر لے اور بھارت سے تعلقات دوستانہ بنائے پھر بھارت کی قیادت میں چین کے محاصرے کے امریکی منصوبے کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے میں اُس کی مدد کرے پاکستان نے نہ صرف اِس منصوبے کا حصہ بننے سے انکار کیا بلکہ چین کے سی پیک اور BRI منصوبے کا زبردست حمایتی بن کر سامنے آ گیا۔ چین کے اِن منصوبوں کو امریکہ صرف اقتصادی اور تجارتی منصوبے ماننے کو قطعی طور پر تیار نہیں امریکہ کے مطابق چین کے ان منصوبوں کی زبردست عسکری اہمیت ہے پاکستان کی بندرگاہ گوادر کی سی پیک میں ریڑھ کی ہڈی یا قلب جیسی اہمیت ہے۔ چین کا اقتصادی جن بن جانا اور دفاعی لحاظ سے مضبوط سے مضبوط تر ہوتے جانا امریکہ کو کسی طرح قبول نہیں۔ لیکن اگر سی پیک اور BRI منصوبے چین کی منشاء کے مطابق پایۂ تکمیل کو پہنچ گئے تو وہ آسانی سے امریکہ کی سپرمیسی کے راستے کی رکاوٹ بن سکے گا لہٰذا امریکہ چین پر دو طرف سے حملہ آور ہونا چاہتا ہے۔ ایک South China Sea کی طرف سے جہاں چین مصنوعی جزیرے بناتا چلا جا رہا ہے جو امریکی اتحادیوں جاپان وغیرہ کے لیے موت کا پیغام ہے اور دوسری طرف سے پاکستان اور اُس کی بندرگاہ گوادر پر قبضہ کرنے کے لیے بھارت کی مدد کی جائے تاکہ نہ صرف سی پیک جیسے منصوبے دم توڑ جائیں بلکہ چین مکمل طور پر امریکی نرغے میں آ جائے۔ لہٰذا پاکستان کے عوام و خواص ہر کس و ناکس کے لیے لمحۂ فکریہ ہے۔ ہر دفعہ معجزے نہیں ہوا کرتے۔ بعض اوقات اللہ ڈھیل دیتا ہے لیکن جب کوئی قوم سرکشیوں سے باز نہ آئے تو پھر اللہ رسی کھینچ لیتا ہے۔ لہٰذا اگر ہم نے اب بھی روش نہ بدلی تو عین ممکن ہے کہ کوئی معجزہ رونما نہ ہو بلکہ ہم کسی سانحہ سے دوچار ہو جائیں۔ بعض اوقات اللہ دوسری قوموں کو مسلط کر کے بھی سزا دیتا ہے اور ہمارے اردگرد اس وقت عالمی قوتوں کا گھیرا تنگ ہو رہا ہے۔

ذرا سوچیے! آزادی نہ رہی تو کچھ نہ رہے گا، نہ دین نہ دنیا۔ خاص طور پر پاکستان کی اشرافیہ قرآن پاک میں ملکہ سبا کا وہ حکیمانہ جملہ (جبکہ ابھی وہ کافر تھی) اچھی طرح سمجھ لیں۔ اُس نے کہا اور قرآن پاک میں نقل ہوا: (ترجمہ: ’’جب بادشاہ کسی شہر میں داخل ہوتے ہیں تو اس کو تباہ کر دیتے ہیں اور وہاں کے عزت والوں کو ذلیل کر دیا کرتے ہیں۔‘‘) چند سال پہلے عراق کی اتھل پتھل کو ذہن میں تازہ کریں اور کرنل قذافی جس نے اپنی سبز کتاب کو قرآن پاک سے بڑھ کر عام کرنے کی کوشش کی، اُس کے انجام کو آنکھوں کے سامنے لائیں۔ کاش! ہم یہ بات سمجھ لیں کہ ہم اہل پاکستان بیک وقت بڑے خوش بخت اور بدبخت ہیں ہماری دنیا بھی دین سے جُڑی ہے اِس لیے حالات ہی نے نہیں تاریخ نے بھی ثابت کر دیا ہے کہ اگر ہمیں ہر نوع کا استحکام حاصل کرنا ہے تو اُس کا واحد حل یہ ہے کہ ہم پاکستان کو اسلامی فلاحی ریاست بنائیں، تاکہ سیاسی استحکام حاصل ہو، معاشی طور پر خوشحال ہوں اور معاشرتی لحاظ سے اقوام مغرب سے جدا ہو کر پاکیزہ اور حیادار معاشرہ تشکیل دیں لیکن اگر ہم اُسی ڈگر پر چلتے رہے کہ آئینی طور پر پاکستان مسلمان ریاست کہلائے اور عملی طور پر سیکولر ریاست بن جائے تو پھر یہ بدبختی ہوگی، یہ منافقت ہوگی اور منافق کے لیے اللہ تعالیٰ کا غضب صاف ظاہر ہے۔ اللہ رب العزت منافقوں کو جہنم کی بدترین وادی میں دھکیل دے گا گویا اُن کا انجام کافروں سے بدتر ہوگا۔ لہٰذا ہمیں فیصلہ کرنا ہوگا کہ ہم کِدھر کھڑے ہیں؟ جونیئر بُش نے نائن الیون کے بعد افغانستان کے خلاف اتحاد بناتے ہوئے دنیا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تھا Either with us or against us, no gray area وہ احمق اور جاہل تھا آج امریکہ اُس کے بڑے بول کا نتیجہ بھگت رہا ہے۔ یہ حق صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کا ہے کہ وہ بندوں سے کہے کہ صرف اور صرف میری طرف رجوع کرو۔ وگرنہ تم ابلیسی ہو اور درمیان میں رہنے والا منافق ہے جو کبھی نجات نہ پا سکے گا۔ ہم اہل پاکستان سے دردمندانہ اپیل کرتے ہیں کہ وہ ڈھٹائی کا ابلیسی طرزِ عمل اختیار نہ کریں بلکہ اپنے باپ حضرت آدم علیہ السلام کی طرح خطا سرزد ہو جانے پر اللہ سے معافی مانگیں اس کے حضور توبہ کریں، وہ بڑا رحیم و کریم ہے۔ وہ ہم سب پر رحم فرمائے گا اور ہمیں توفیق عطا فرمائے گا کہ ہم اپنی غلطیوں کی تلافی کریں اور پاکستان کو اسلامی فلاحی ریاست بنائیں۔ جس سے ہماری دنیا اور آخرت دونوں سدھر جائیں گی۔ ان شاء اللہ!

حقیقی فلاح کا راستہ

(سورۃ المومنون کی ابتدائی 11 آیات کی روشنی میں)

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، ماڈل ٹاؤن لاہور میں ناظم اعلیٰ انجمن خدام القرآن محترم ڈاکٹر عارف رشید کے 21 جون 2019ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

محترم قارئین! رمضان کا مبارک مہینہ ہم سے رخصت ہوا لیکن کچھ تقاضے چھوڑ گیا کہ ہم نے اس ایک مہینے میں جو کچھ سیکھا، روحانی تربیت حاصل ہوئی اس کو ہم نے یاد بھی رکھا کہ نہیں اور اس پر عمل پیرا بھی ہیں کہ نہیں۔ وہ ضبط نفس، اپنی نفسانی خواہشات کو کنٹرول کرنا، اپنی کمزوریوں پر قابو پانا جو رمضان کو مطلوب تھا، اگر اس میں ہمیں کچھ کامیابی ملی ہے تو کیا اب اس پر عمل درآمد میں تسلسل رہے گا یا نہیں۔ اسی طرح اس ماہ مقدس میں قرآن کے ساتھ ہمارا جو تعلق قائم ہوا تھا، جتنا کچھ ہم نے اس کو پڑھا، سمجھنے کی کوشش کی یا اس کی تعلیمات پر عمل کرنے کی کوشش کی، کیا یہ معمول بھی اب کسی حد تک قائم رہے گا یا نہیں؟ بنیادی طور پر رمضان کا مقصد یہ تھا کہ ہمارے اندر کچھ تبدیلی آئے، کچھ ہمارے دل کے اندر خوف خدا پیدا ہو، تقویٰ حاصل ہوتا کہ ہم فلاح پا جائیں یعنی دنیا کی اس زندگی میں جس امتحان سے ہم دوچار ہیں اس میں ہمیں کامیابی حاصل ہو اور ہماری آخرت کی منزلیں آسان ہو جائیں۔ اس حوالے سے آج ہم سورۃ المومنون کی پہلی گیارہ آیات کا مطالعہ کریں گے جو کہ اصل میں اسی درس کی یاددہانی ہیں جو رمضان ہمیں دے کر گیا۔ کیونکہ سوال ہماری اُخروی فلاح کا ہے تو اس حوالے سے قرآن ہمیں بہترین راہنمائی دے رہا ہے کہ اگر تم فلاح چاہتے ہو اور واقعی میں مومن ہو تو تمہاری زندگی کے بنیادی خدوخال یہ ہونے چاہئیں۔ جس طرح ہمارے ہاں یہ کہا جاتا ہے کہ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ اسی طرح اگر ہم واقعی اُخروی فلاح چاہتے ہیں یا اپنے دعویٰ ایمان میں سچے ہیں تو پھر ہمارے اعمال کچھ اس طرح کے ہوں گے جن کی نشاندہی قرآن مجید کر رہا ہے۔ فرمایا:

﴿قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ①﴾ ’’تحقیق فلاح پا گئے (یا کامیاب ہوگئے) وہ جو ایمان والے ہیں۔‘‘

فلاح کا لفظ ہمارے ہاں اردو زبان میں بھی مستعمل ہے جس کے معنی عام طور پر کامیابی کے لیے جاتے ہیں۔ اس کی ایک اصطلاح عربی زبان میں کسان کے لیے بھی استعمال ہوتی ہے۔ اس لیے کہ کسان اپنے ہل کی نوک سے دھرتی کو کھودتا ہے، اس میں شگاف ڈالتا ہے، پھر اس میں بیج ڈالتا ہے اور آخر میں اس کی محنت کا ثمر فصل کی صورت میں برآمد ہوتا ہے۔ اسی طرح جو ایمان پر ثابت قدم رہیں گے اور اس کی وجہ سے مصائب اور تکالیف برداشت کریں گے وہ اس کا ثمر آخرت میں پائیں گے۔ لیکن شرط ایمان ہے۔ ایسا نہیں کہ جو کسی مسلمان گھرانے میں پیدا ہو گیا تو وہ لازماً مومن بھی ہوگا۔ مسلمان

مرتب: ابوابراہیم

تو وہ ہے کیونکہ مسلمان گھرانے میں پیدا ہوا۔ جو بھی ہمارے ہاں رسومات ہیں وہ بھی ادا کی جائیں گی، اس کا عقیقہ بھی ہوگا، اس کے ختنے بھی ہوں گے، اس کا نکاح بھی ہوگا اور پھر اس دنیا میں اپنا عرصۂ حیات گزارنے کے بعد جب فوت ہوگا تو اس کی نماز جنازہ بھی پڑھائی جائے گی۔ لیکن یہ سب رسومات اس بات کی ضمانت ہرگز نہیں کہ وہ آخرت میں فلاح پا جائے گا۔ فلاح وہی پائیں گے جو حقیقت میں ایمان والے ہیں۔ وہ کون ہیں؟ آگے ان کی نشانیاں بیان فرما دی گئیں:

﴿الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خٰشِعُوْنَ ②﴾ ’’وہ جو اپنی نمازوں میں خشوع اختیار کرنے والے ہیں۔‘‘

گویا کہ حقیقی ایمان کا سب سے بڑا مظہر نماز ہے۔ اس آیت میں نماز کی ایک باطنی حقیقت کو واضح کیا گیا ہے۔ عام نمازیوں میں سے کتنے لوگ ہوں گے جو نماز کی اس باطنی چاشنی کو حاصل کرتے ہیں۔ جیسے حضور ﷺ نے فرمایا: ((قُرَّةُ عَيْنِيْ فِي الصَّلَاةِ)) (سنن نسائی) ’’میری آنکھوں کی ٹھنڈک تو نماز میں ہے‘‘۔

شاید لاکھوں میں چند نمازی ہوں گے جن کو یہ کیفیت نصیب ہوتی ہوگی کہ جب وہ نماز میں اللہ کے حضور دست بستہ کھڑے ہوں اور محسوس کریں کہ وہ حضوری کی کیفیت میں ہیں۔ ہم سب اس حوالے سے اپنا جائزہ خود لے سکتے ہیں کہ واقعتاً جسے خشوع وخضوع کہا جاتا ہے وہ ہمیں حاصل ہے کہ نہیں۔ خشوع وخضوع میں عاجزی وانکساری بھی شامل ہے۔ گویا کہ ایمان لانے کے بعد ایسی نماز فلاح کا پہلا ذریعہ ہے۔ جب موذن آذان دیتا ہے تو وہ پکارتا ہے۔

حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ ، حَيَّ عَلَى الصَّلٰوةِ
حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ ، حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ

اب اگر کوئی فلاح کا طالب ہے وہ تو فوراً اس پکار پر لبیک کہتے ہوئے اللہ کے حضور حاضر ہو جائے گا لیکن اگر کوئی ان تمام باتوں کو پس پشت ڈال کر اپنے کاروبار دنیوی میں مصروف ہے تو پھر ظاہر ہے ایمان حقیقی کا جو پہلا تقاضا ہے وہ اس نے پورا نہیں کیا۔ کیونکہ ایمان اور تقویٰ ہی وہ ڈرائیونگ فورس ہے جو انسان کے اندر شعور پیدا کرتی ہے کہ وہ اپنے رب کے حضور کھڑا ہو جائے۔ جیسا کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ: انسان سجدہ کی حالت میں اپنے رب کے قریب ترین ہوتا ہے۔ اس لیے کہ پیشانی جو عزت وافتخار کی علامت ہوتی ہے وہ اللہ کے حضور انسان خاک آلود کرتا ہے۔ آگے فرمایا:

﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ③﴾ ’’اور جو لغو باتوں سے اعراض کرنے والے ہیں۔‘‘

ایمان والوں کی دوسری صفت یہاں یہ بیان ہوئی ہے کہ وہ فضول باتوں اور لغو کاموں میں اپنا وقت ضائع نہیں کرتے۔لغو بات اس کو کہتے ہیں جس میں نہ آپ کو کوئی دنیوی فائدہ حاصل ہوتا ہو اور نہ اس میں آخرت کا کوئی فائدہ ہو۔مثال کے طور پر آپ بیٹھے ہوئے ہیں اور وہاں تاش یا لڈو کھیلی جارہی ہے اور آپ گھنٹوں بیٹھ کر تماشا دیکھ رہے ہیں۔اب یہ خرافات تو پرانی ہوگئیں۔لیکن آج وقت کے ضیاع کا سب سے بڑا ذریعہ موبائل ہے۔سوشل میڈیا میں گم ہو کر انسان ہر چیز سے دور ہوتا چلا جارہا ہے۔ یہ وقت کی بربادی کے ساتھ ساتھ دنیا اور آخرت کی بربادی کا بھی سامان ہے۔ کیونکہ یہ دنیا دارالامتحان ہے اور اس امتحان گاہ میں کس کے پاس کتنا وقت ہے یہ کسی کو نہیں معلوم سوائے اللہ کے۔لہٰذا جس کے دل میں واقعتاً ایمان موجود ہوگا اس کے نزدیک اس امتحان گاہ میں وقت کی قدر و قیمت انتہائی زیادہ ہوگی۔وہ اپنے وقت کو لہو ولعب اور لغو باتوں میں ضائع نہیں کرے گا۔یہی وقت اگر انسان کسی محفل دین میں لگائے یا قرآن کو سمجھنے اور پڑھنے میں لگائے تو اس کے ایمان اور تقویٰ میں اضافہ ہوگا۔اس کی دنیا بھی سنور جائے گی اور اُخروی فلاح کا سامان بھی ہو جائے گا۔آگے فرمایا:

﴿وَالَّذِيۡنَ هُمۡ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوۡنَ ۝۴﴾ ’’اور وہ جو ہر دم اپنے تزکیے کی طرف متوجہ رہنے والے ہیں۔‘‘

تزکیہ کا لفظ ہمارے ہاں بھی استعمال ہوتا ہے اور تزکیہ کا عمل یہ ہے کہ اپنی شخصیت، کردار اور عمل کو ہر قسم کی برائیوں، نجاستوں اور کدورتوں سے پاک کیا جائے۔ جیسے مال کی محبت، اولاد کی محبت، بیویوں کی محبت۔قرآن ان محبتوں کی تردید نہیں کرتا۔ان سب محبتوں کے ساتھ ساتھ علائق دنیوی کی محبت بھی اللہ نے پیدا کی ہے لیکن یہی محبتیں اصلاً امتحان بن جاتی ہیں۔مثال کے طور پر مال کی محبت میں اگر انسان نے اللہ کی حرام کردہ شے کو اپنے لیے حلال قرار دے لیا تو پھر اس کے لیے تباہی اور بربادی ہے۔ حضور ﷺ نے ایک مرتبہ صحابہ کرامؓ کے درمیان ایک ایسے شخص کا نقشہ کھینچا جو کہ لمبا سفر کر کے بیت اللہ کی زیارت کے لیے آیا۔اس کے سر کے بال گرد و غبار سے اَٹے ہوئے تھے اور وہ آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا اٹھا کر دعائیں کررہا تھا اور کہہ رہا تھا: ((يَارَبِّ يَارَبِّ))

بہت ہی حسرت والے الفاظ ہیں۔اس وقت سفر بھی بہت ہی مشکل ہوتا تھا، آج کل کے ائرکنڈیشنڈ جہاز نہیں تھے کہ چار گھنٹوں میں مکہ پہنچ گئے۔ بلکہ دور دراز سے سفر کر کے جو لوگ آتے تھے انہیں کئی ماہ لگتے تھے اور راستے کی مصیبتیں، تھکاوٹ، بھوک، پیاس سب برداشت کرتے کرتے فقیروں جیسی حالت ہو جاتی تھی۔ کچھ ایسا ہی حال اس شخص کا بھی تھا۔ لیکن حضور ﷺ نے فرمایا کہ: ((وَمَطْعَمُه حَرَامٌ وَمَشْرَبُه حَرَامٌ وَمَلْبَسُه حَرَامٌ وَغُذِيَ بِالْحَرَامِ فَاَنّٰى يُسْتَجَابُ لِذٰلِكَ)) ’’حالانکہ اس کا کھانا حرام کا ہے، اس کا پینا حرام کا ہے، اس کا لباس حرام کا ہے اور حرام مال اس کی غذا ہے تو اس کی دعا کہاں سے قبول کی جائے‘‘!

یہاں حرام سے مراد وہ حرام نہیں ہے کہ اس نے معاذ اللہ سور کا گوشت کھایا۔ بلکہ اس کی کمائی حرام کی تھی، جو کچھ اس نے کھایا پیا اور جو پہنا وہ اُسی حرام کی کمائی سے تھا۔معلوم ہوا کہ انسان کی دعا بھی اس وقت تک قبول نہیں ہوگی جب تک کہ اس کے ذریعہ معاش میں حرام شامل ہوگا لہٰذا تزکیہ کے لیے ضروری ہے کہ پہلے تو آپ کی کمائی حلال ہو اور پھر حلال کمائی میں سے بھی آپ زکوٰۃ ادا کریں تو تب وہ پاک ہوگی۔زیر مطالعہ آیت میں زکوٰۃ کا لفظ تزکیہ کے لیے استعمال ہوا ہے۔ جبکہ مال کی زکوٰۃ ادا کرنے کے لیے قرآن حکیم میں اکثر و بیشتر ایتاء الزکوٰۃ کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔گویا کہ مال کا تزکیہ وہ زکوٰۃ ہے جس کا نصاب مقرر ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اَلَّذِيۡنَ اِنۡ مَّكَّنّٰهُمۡ فِى الۡاَرۡضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ﴾ (الحج:41) ’’وہ لوگ کہ اگر انہیں ہم زمین میں تمکن عطا کردیں تو وہ نماز قائم کریں گے اور زکوٰۃ ادا کریں گے۔‘‘

مال کی زکوٰۃ اسلام کے بنیادی ارکان میں سے ایک ہے۔جیسا کہ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے((بُنِيَ الإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ: شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللّٰهِ، وَإِقَامِ الصَّلَاةِ، وَإِيتَاءِ الزَّكَاةِ، وَصَوْمِ رَمَضَانَ وَحَجِّ الْبَيْتِ)) (جامع ترمذی) ’’اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے: یہ شہادت دی جائے کہ اللہ

پریس ریلیز 28 جون 2019ء

جمعیت علمائے اسلام (ف) ملک میں نفاذِ اسلام کے لیے دینی جماعتوں کی اے پی سی بھی منعقد کرے

آج پاکستان اور دینی جماعتیں جس تنزلی کا شکار ہیں اُس کی اصل وجہ اس وعدے سے انحراف ہے جو قیام پاکستان کے لیے اللہ سے کیا تھا

حافظ عاکف سعید

جمعیت علمائے اسلام (ف) ملک میں نفاذِ اسلام کے لیے دینی جماعتوں کی اے پی سی بھی منعقد کرے۔ یہ بات امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید نے ایک بیان میں کہی۔ اُنھوں نے کہا کہ حال ہی میں جمعیت نے پاکستان کے سیاسی اُمور اور داخلی صورتِ حال پر ایک آل پارٹیز کانفرنس منعقد کی جس میں اُنھیں اپنے اہداف کے حوالے سے خاطرِ خواہ کامیابی حاصل نہیں ہوسکی۔ ہم جمعیت کے سربراہ مولانا فضل الرحمٰن سے دستہ بستہ عرض کرتے ہیں کہ وہ پاکستان میں اسلام کے نظام عدل اجتماعی کے قیام کے لیے دینی جماعتوں کی آل پارٹیز کانفرنس کا انعقاد کریں اور باہمی مشاورت سے پاکستان میں اسلام کے نفاذ کے لیے بھرپور جدوجہد اور عوامی تحریک برپا کرنے کا باقاعدہ لائحہ عمل طے کریں۔ اُنھوں نے کہا کہ حقیقت یہ ہے کہ آج پاکستان اور خود دینی جماعتیں جس تنزل اور افراتفری کا شکار ہیں اُس کی اصل وجہ اپنے اُس وعدے سے انحراف ہے جو تحریکِ پاکستان کے دوران مسلمانانِ پاکستان نے اللہ تعالیٰ سے کیا تھا۔ اُنھوں نے کہا کہ اگر دینی جماعتوں نے اِس سمت میں کوئی جدوجہد نہ کی تو اندیشہ ہے کہ پاکستان میں اُن کی سیاسی پوزیشن بھی مزید خراب ہو جائے گی۔ دینی جماعتوں کا سیکولر جماعتوں سے سیاسی مقاصد کے لیے تعاون حاصل کرنا ماضی کی طرح آئندہ بھی پاکستان کو نظام اسلام سے مزید دور کرنے کا باعث بنے گا اور اہل پاکستان خاص طور پر دینی جماعتیں اللہ کے غضب کا نشانہ بنیں گی۔ اللہ کو راضی کرنے اور اُس کے غضب سے محفوظ رہنے کا اصل راستہ یہی ہے کہ ہم سب مل کر پاکستان کو اسلامی فلاحی ریاست بنانے کے لیے اپنا تن من دھن نچھاور کردیں اور اس کے لیے پُرامن احتجاجی تحریک کا راستہ اختیار کریں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی)

کے سوا کوئی الٰہ نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ دینا، رمضان کے روزے رکھنا اور بیت اللہ کا حج کرنا''۔

زکوٰۃ کا نصاب اور اس کے احکام تفصیل سے قرآن وحدیث میں بیان ہوئے ہیں لیکن زیر مطالعہ آیت میں کہا گیا کہ وہ زکوٰۃ پر عمل کرنے والے ہیں۔ دراصل زکوٰۃ کا اصل ماخذ تزکیہ ہی ہے جس کا مطلب ہے پاک کرنا۔ جس طرح مال کی پاکیزگی کے لیے زکوٰۃ ضروری ہے اسی طرح تزکیہ کے لیے اپنے دل کو بغض، حسد، کینہ، حب دنیا وحب مال سے پاک کرنا اور اپنے نفس کو ہر قسم کی برائیوں سے پاک کرنا ضروری ہے۔ ہم اپنی آزاد مرضی سے نہیں آئے بلکہ اللہ نے ہمیں بھیجا ہے۔ ہمارا رب چاہتا ہے کہ ہماری شخصیت پروان چڑھے۔ اس میں وہ برگ وبار آئیں کہ جو اللہ کو پسند ہیں اور مطلوب ہیں۔ لیکن اس میں جو رکاوٹیں ہیں ان کو دور کرنے کا نام تزکیہ ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے بھی اسی طرح صحابہؓ کی جماعت کا تزکیہ کیا تھا۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ:

﴿لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۚ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿١٦٤﴾﴾ ''درحقیقت اللہ نے یہ بہت بڑا احسان کیا ہے اہل ایمان پر جب اُن میں اٹھایا ایک رسولؐ ان ہی میں سے، جو تلاوت کر کے انہیں سناتا ہے اس کی آیات اور انہیں پاک کرتا ہے اور تعلیم دیتا ہے انہیں کتاب وحکمت کی۔ اور یقیناً اس سے پہلے (یعنی رسول ﷺ کی آمد سے قبل) تو وہ لازماً کھلی گمراہی کے اندر مبتلا تھے۔''

(آل عمران: 164)

تزکیہ کا یہ عمل اُسوۂ حسنہ کا حصہ ہے۔ آگے فرمایا:

﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ﴿٥﴾﴾ ''اور جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں۔''

﴿اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ ﴿٦﴾﴾ ''سوائے اپنی بیویوں یا اپنی لونڈیوں کے تو ایسے لوگوں پر کوئی ملامت نہیں۔''

مال کی محبت کے بعد دوسرا بہت بڑا رخنہ جو انسان کی شخصیت اور کردار میں پڑتا ہے وہ شہوت کا جذبہ ہے۔ انسان کے حیوانی وجود کو جس طرح کھانے پینے کی حاجت ہے اسی طرح یہ بھی اس کی ایک کمزوری ہے۔ لیکن جس کے دل میں واقعی یقین قلبی والا ایمان ہوگا تو وہ اس ضمن میں بھی شریعت کی پیروی کرے گا۔ اسلام نے ایک حد مقرر کر دی ہے کہ آپ اپنی بیویوں اور باندیوں کے ساتھ اپنی خواہش پوری کر سکتے ہیں۔ لیکن اس حد کو جو کراس کریں گے وہ مومن نہیں ہو سکتے۔ مومن اپنے جذبہ نفسانی کو کنٹرول کرتا ہے۔ یہاں اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے سے مراد یہی ہے کہ مومن مرد ہو یا عورت وہ اپنے اس حیوانی جذبہ کو کنٹرول کرے۔ تب ہی وہ فلاح پا سکتے ہیں۔ اسی لیے حضور ﷺ نے فرمایا کہ: ''جو مجھے اپنی ان دو چیزوں کی ضمانت دے جو اس کے دونوں جبڑوں کے درمیان ہے اور جو دونوں ٹانگوں کے درمیان میں ہے (یعنی زبان اور شرم گاہ) تو میں اس کو جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔'' زبان سے ہی جھوٹ بولا جاتا ہے، غیبت کی جاتی ہے، دل آزاری کی جاتی ہے اور کئی قسم کی برائیاں ہیں جو زبان سے ہوتی ہیں۔ اسی طرح شہوت کا جذبہ بھی گونا گوں برائیوں کی وجہ بن جاتا ہے۔ ان دو چیزوں کو اگر انسان کنٹرول کر لے تو کتنی برائیوں سے بچ جائے گا؟ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ باقی فرائض وحقوق چھوڑ دو، نماز نہ پڑھو، ہرگز نہیں بلکہ تمام حقوق وفرائض کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ ان دو چیزوں کو بھی کنٹرول کرنا مومن کا شیوا ہے اور یہ بھی اُخروی فلاح کا ایک ذریعہ ہے۔ آگے فرمایا:

﴿فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعٰدُوْنَ ﴿٧﴾﴾

''تو جو کوئی بھی اس کے علاوہ کچھ چاہے گا تو ایسے لوگ ہی حد سے بڑھنے والے ہیں۔''

خاص طور پر نفسانی خواہش کو پورا کرنے کے لیے اسلام نے جو حدود مقرر کر دی ہیں ان سے جو تجاوز کرے گا تو وہ فلاح کا راستہ کیسے پا سکتا ہے؟ جبکہ سرکشی اور بغاوت اپنے انجام کے لحاظ سے انتہائی بُرے افعال ہیں۔ آگے فرمایا:

﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ﴿٨﴾﴾ ''اور وہ جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد کی حفاظت کرنے والے ہیں۔''

یہ بھی مومن کی علامت ہے کہ وہ امانت دار اور عہد کی پاسداری کرنے والا ہوتا ہے۔ امانت صرف وہی نہیں کہ جو آپ کسی کے پاس بطور امانت رکھواتے ہیں بلکہ ہر عہدہ، منصب اور ہر ذمہ داری بھی امانت ہے۔ یہ قیمتی وقت بھی بہت بڑی امانت ہے۔ قرآن میں ارشاد ہے:

﴿اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ﴾ (الاحزاب: 72)

''ہم نے اس امانت کو پیش کیا آسمانوں پر اور زمین پر اور پہاڑوں پر''

یہ قرآن بھی ایک عظیم امانت ہے اور ہم بحیثیت مسلمان اس کے امین ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر لوگوں سے خطاب کیا اور فرمایا: اے لوگو! یقیناً میں تمہارے درمیان ایسی شے چھوڑے جا رہا ہوں اگر تم اسے مضبوطی سے تھامے رکھو گے تو کبھی گمراہ نہیں ہو گے، یعنی اللہ کی کتاب اور اس کے رسولؐ کی سنت''۔

اسی طرح ووٹ بھی ایک امانت ہے۔ چنانچہ مومن کا شیوا اور فلاح کا راستہ یہ ہے کہ کسی بھی قسم کی امانت میں خیانت نہ کی جائے۔ اسی طرح عہد کی پاسداری بھی فلاح کے تقاضوں اور مومن کی صفات میں شامل ہے۔ حضرت انسؓ راوی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ جب بھی خطبہ فرماتے تھے تو اکثر وبیشتر یہ الفاظ ارشاد فرماتے تھے کہ

((لَا اِيْمَانَ لِمَنْ لَا اَمَانَةَ لَهٗ وَلَا دِيْنَ لِمَنْ لَا عَهْدَ لَهٗ)) (رواہ البیہقی)

اس لیے کہ انسانوں کے باہمی تعلقات میں یہ دونوں چیزیں بنیادی اہمیت رکھتی ہیں۔ اگر یہ دونوں نہیں ہوں گی تو معاشرے میں بہت بگاڑ پیدا ہوگا۔ لہٰذا جس شخص کے دل میں واقعی ایمان موجود ہوگا تو اس کے لیے ممکن نہیں کہ وہ ان بنیادی ایمانی اور معاشرتی تقاضوں سے تجاوز کرے۔ آخر میں پھر فرمایا گیا:

﴿وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ﴿٩﴾﴾ ''اور وہ جو اپنی نمازوں کی پوری محافظت کرتے ہیں۔''

ان آیات میں مومن کی صفات کا آغاز بھی نماز کے ذکر سے ہوا تھا اور اختتام بھی اسی پر ہو رہا ہے۔ گویا کہ نماز اُخروی فلاح کا سب سے بڑا تقاضا ہے۔

﴿اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ﴿١٠﴾﴾ ''یہی لوگ ہیں جو وارث ہوں گے۔''

﴿الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ۭ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿١١﴾﴾

''وہ وارث ہوں گے ٹھنڈی چھاؤں والے باغات کے، اس میں وہ ہمیشہ ہمیش رہیں گے۔''

مذکورہ بالا صفات جن لوگوں میں ہوں گی وہی اصل میں مومن ہیں اور اُن کے لیے ہی اُخروی فلاح ہے اور اس سے بڑی فلاح اور کیا ہوگی کہ وہ جنت کے وارث قرار دیے جائیں اور جنتوں میں سے بھی وہ جنت جسے جنت الفردوس کہا جاتا ہے۔ حضور ﷺ نے تو اپنی حدیث میں بھی فرمایا کہ اللہ سے طلب کرو تو جنت الفردوس طلب کیا کرو۔ ظاہر ہے کہ اس کا تعلق ہمارے عمل اور کردار سے ہے۔ اگر ہمارا کردار ان صفات کا حامل ہوگا تو اللہ تعالیٰ کا وعدہ پورا ہو کر رہے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حقیقی معنوں میں مومن بننے اور اُخروی فلاح کے تقاضوں کو سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

سلسلہ وار **124** مطالعۂ کلامِ اقبال

انجینئر مختار فاروقی
0301-6998587
Email:hikmatbaalgha@yahoo.com

خطاب بہ جاوید

11

سخنے بہ نژادِ نو
نئی نسل سے کچھ باتیں

39 تاختم بر عالمِ افکارِ او | بردریدم پردۂ اسرارِ او!

میں نے (اپنے کلام میں) اس غلام اُمت کے (مغربی سانچے میں ڈھلے بیہودہ) افکار کے جہان پر دھاوا بولا ہے اور میں نے اس کے (اسلام دشمن) رازوں (پہلوں) کا پردہ چاک کیا ہے

40 درمیانِ سینہ دل خوں کردہ ام
تا جہانش را دگرگوں کردہ ام

(اے پسر! اس کام کے لیے میں نے برسوں محنت کی ہے اور) اپنے سینے میں دل کو (اپنی ترقی اور سرکاری عہدوں سے بے نیاز کر کے) خون کر دیا ہے تب کہیں (یہ ممکن ہوا ہے کہ اس غلام قوم کے فکری) جہان میں بھونچال آیا ہے

41 من بطبعِ عصر خود گفتم دو حرف | کردہ ام بحرین را اندر دو ظرف!

میں نے عصر جدید کے تقاضوں کے مطابق بات کہی ہے اور (زندگی کا حاصل) دو باتیں ہیں (اپنے کلام میں دو باتیں کہہ کر) دو دریاؤں کو دو کوزوں میں سمو دیا ہے

39۔ اے مسلمان نوجوان! اپنے کلام میں میں نے اس غلام ابن غلام اُمت کے مغربی افکار اور خدا بے زار نظریات میں ڈھلے ہوئے قلوب و اذہان میں جاری انسان دشمن اور اخلاق دشمن آرزوؤں، اُمنگوں اور خوابوں کے لشکر پر دھاوا بول دیا ہے اور میں نے نوجوانوں کے سامنے فرنگی صہیونی استعمار کے اسلام دشمن ناپاک منصوبوں، لادین تعلیم اور ابلیسی چالوں کو بے نقاب کر دیا ہے تاکہ وہ اب اعتماد کے ساتھ قرآن کی تعلیمات کو لے کر کھڑے ہو سکیں۔ یہ حقیقت ابلیس پر بھی واضح ہے کہ انسانیت کا مستقبل قرآن اور اُمت مسلمہ سے وابستہ ہے لہٰذا اس کے سارے منصوبے (یورپی صہیونی اشرافیہ کے ذریعے) یہی ہیں کہ اُمت مسلمہ کو قرآن سے دور رکھا جائے اور غلامی میں جکڑے رکھا جائے۔

40۔ اے پسر! یہ کام آسان نہیں تھا اس کے لیے میں نے یورپ میں رہتے ہوئے بھی اور واپس آنے کے بعد فرنگی استعمار سے مفادات نہیں اٹھائے اور اس عرصے کو امتحان سمجھ کر صبر کے ساتھ غور و فکر کرنے میں اپنا دل خون کر کے اور اپنی دنیاوی خواہشات کو ذبح کر کے ❶ اس قابل ہوا ہوں کہ مغربی سماجی، معاشی اور سیاسی نظام کے خدا بے زار اور اسلام دشمن پہلو اپنی مسلمان غلام قوم پر واضح کر سکوں اور الحمد للہ اب میں مطمئن ہوں کہ میں نے مسلمان اُمت کے تعلیم یافتہ خواص و عوام کے دل سے مغربی افکار کی مرعوبیت ختم کر دی ہے اور اسلام کی نظریاتی بنیادیں مستحکم کر دی ہیں۔ اب یہ قوم امید ہے کہ جاگے گی اور اپنے پاؤں پر کھڑی ہو سکے گی۔ ❷

41۔ (یہ خالصتاً اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ) میں نے عصر حاضر کی جاہلیت پر تنقید کی ہے اور مغرب کو اس کے اپنے افکار کے پیمانوں سے ہی ان کے استدلال کے بودے پن کو آشکار کیا ہے اور خداشناسی کے جذبے کے ساتھ آسمانی ہدایت کو مبرہن کیا ہے اور مغربی فلسفے اور نظریات (THEORIES) کا اِبطال کیا ہے۔ قرآن مجید کو عصر حاضر کے محاورے (IDIOM) میں مغرب کے سامنے رکھا ہے۔ یہ دور مغربی تہذیب اور مغربی فکر کے عروج اور CLIMAX کا دور ہے تاہم یہ بات بلاخوف تردید کہی جا سکتی ہے کہ مغربی دانشوروں کے پاس آسمانی ہدایت (REVEALED KNOWLEDGE) کا توڑ نہیں ہے اور مغربی دانشور 'علومِ انبیاءؑ' پر غور کرنے پر مجبور ہو جائیں گے۔ میری باتیں دو سطحوں پر ہیں اور دو کوزوں میں یہ فکر سامنے لایا گیا ہے۔ (یہ حقیقت ہے کہ علامہ اقبال دورِ غلامی کی جدیدیت کی تحریک میں دبستانِ سرسیّد اور علی گڑھ کے لیے بمنزلۂ 'مجدّد' ہیں)

❶ بقول شاعر

درمیان قعر دریا تختہ بندم کردہ ای
باز می گوئی کہ دامن تر مکن ہشیار باش

یا بقول علامہ اقبال

عذاب دانش حاضر سے باخبر ہوں میں
کہ میں اس آگ میں ڈالا گیا ہوں مثل خلیلؑ

❷ علامہ اقبال کی نظم 'ابلیس کی مجلس شوریٰ' کے اشعار:

ہے اگر مجھ کو خطر کوئی تو اس اُمت سے ہے
جس کی خاکستر میں ہے اب تک شرارِ آرزو
خال خال اس قوم میں ابتک نظر آتے ہیں وہ
کرتے ہیں اشک سحر گاہی سے جو ظالم وضو
جانتا ہے، جس پہ روشن باطن ایام ہے
مزدکیت فتنۂ فردا نہیں، اسلام ہے!
جانتا ہوں میں یہ اُمت حامل قرآں نہیں
ہے وہی سرمایہ داری بندۂ مومن کا دیں
خیر اسی میں ہے، قیامت تک رہے مومن غلام
چھوڑ کر اوروں کی خاطر یہ جہانِ بے ثبات
مست رکھو ذکر و فکر صبحگاہی میں اسے
پختہ تر کر دو مزاجِ خانقاہی میں اسے

مغرب کو اسلام کے خلاف جہاں ضرورت پڑتی ہے تو جمہوریت کا استعمال کرتا ہے اور جہاں ضرورت پڑتی ہے تو آمریت کا استعمال کرتا ہے: ایوب بیگ مرزا

مودی کو تو برداشت کیا گیا جو مسلمانوں کو کچل کر انڈیا کو ہندو سٹیٹ بنا رہا ہے لیکن مرسی کی جمہوریت کو برداشت نہیں کیا گیا: اوریا مقبول جان

مرسی کی شہادت میں تمام اسلامی احیائی تحریکوں کے لیے پیغام ہے کہ ایک وقت آئے گا جب ان پر بھی ایسے ہی مظالم ڈھائے جائیں گے: رضاء الحق

محمد مرسی رفاعی کاموں کے ذریعے لوگوں کی معاشی مدد کرتے، میڈیکل کی سہولیات دیتے اور ذاتی معاملات کو حل کرتے تھے: عطاء الرحمان عارف

صدر محمد مرسی کی شہادت کے موضوع پر

حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام "زمانہ گواہ ہے" میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

میزبان: آصف حمید

سوال: صدر محمد مرسی کا اصل جرم کیا تھا جس بنیاد پر انہیں شہید کیا گیا؟

اوریا مقبول جان: اصل میں اخوان کی تحریک حسن البناء نے 1928ء میں شروع کی تھی۔ ان کا ایجنڈا نفاذ شریعت تھا اور اس کے لیے اخوان المسلمین نے 1928ء سے لے کر اب تک ایک بہت بڑی جنگ لڑی تھی۔ یہاں تک کہ سید قطب شہیدؒ نے اپنی تفسیر میں بیان کیا تھا کہ سیکولر اور مذہبی لوگ ایک ملک کے اندر امن کے ساتھ نہیں رہ سکتے اور اسی وجہ سے سید قطبؒ کو جمال عبدالناصر کے ذریعے مغرب نے شہید کروا دیا تھا۔ لیکن 2011ء میں جب عرب اسپرنگ کا آغاز ہوا اور یہ تحریک تیونس سے ہوتی ہوئی تحریر اسکوائر میں پہنچی تو میں اس وقت لبنان میں تھا۔ اس وقت میری اس تحریک کے راہنماؤں سے کافی تفصیلی ملاقاتیں ہوئی تھیں۔ ان کا کہنا تھا کہ عرب اسپرنگ کے ذریعے یہاں جمہوریت اور انسانی حقوق کا احیاء ہو رہا ہے اور اس کے ذریعے ہم آمریت سے باہر نکل رہے ہیں۔ میں نے ان سے استفسار کیا کہ الاخوان کی تحریک تو ایک سو سال سے نفاذ شریعت کے لیے چل رہی ہے۔ لیکن انہوں نے بتایا کہ اس کے لیے تو اتنی بڑی قربانیاں نہیں دی جا رہیں اور پھر وہی ہوا۔ اخوان سمجھ رہے تھے کہ ہماری جدوجہد ایک انقلاب کے راستے پر آئے گی لیکن اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے جمہوریت کو بھی اپنا لیا جو میرے خیال میں ان کی بہت بڑی غلط فہمی تھی۔ مرسی 51 فیصد ووٹ لے کر آئے اور اس کے بعد جب ریفرنڈم ہوا تو انہوں نے 65 فیصد ووٹ لیے۔ لیکن مغرب کا دہرا معیار دیکھئے کہ صرف چند ہزار افراد کی مخالفت کی وجہ سے ان کو اقتدار سے ہٹا دیا گیا اور پوری کی پوری انٹرنیشنل برادری ڈکٹیٹر شپ کے ساتھ کھڑی ہو گئی۔ یہاں تک کہ سعودی بادشاہت اور UAE کی حکومت نے مصری فوج کو دس بلین ڈالرز دیے اور کہا کہ ہم تم کو سپورٹ کرتے ہیں تم مرسی کی گورنمنٹ کو ختم کرو۔ اندازہ کریں کہ یہ وہ جمہوریت ہے جو مودی کی اکثریت کو تو قبول کرتی ہے جو وہاں مسلمانوں کو اور دوسری اقلیتوں کو کچل کر انڈیا کو ہندو سٹیٹ بنا رہا ہے لیکن یہ جمہوریت مرسی کی 65 فیصد اکثریت کو اس لیے برداشت نہیں کر رہی کیونکہ وہ اسلام کا نام لیتا ہے اور یہ کوئی پہلا تجربہ نہیں ہے۔ 93-1992ء میں جب الجزائر میں اسلامی جماعت انتخابات میں جیت رہی تھی تو فرانس کی فوج کو کہا گیا کہ الجزائر پر حملہ کر دو۔ انہوں نے حملہ کیا اور وہاں کی جمہوریت کے پہیے کو چلنے سے روک دیا گیا۔ مرسی کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا۔ لیکن یہاں یہ بات مدنظر رہے کہ نبی اکرم ﷺ نے مصر کے حوالے سے چار احادیث ارشاد فرمائی ہیں۔ پہلی حدیث یہ ہے کہ اہل روم مصر کی ناکہ بندی کر دیں گے اور آپ حیران ہوں گے کہ جس وقت سب سے پہلے نپولین آیا ہے، پھر پہلی جنگ عظیم ہوئی ہے اور اس کے بعد سب سے بڑی جنگ جسے منٹگمری نے جیتا ہے تو اس وقت سے انہوں نے مصر کو اپنے کنٹرول میں لے لیا ہے۔ دوسری حدیث یہ تھی کہ جزیرہ نما عرب اس وقت تک خراب نہیں ہوگا جب تک مصر خراب نہ ہو جائے۔ یعنی اگر مصر تباہ ہوا تو پھر جزیرہ عرب میں خرابی یقینی ہے۔ مجھے لگتا یہ ہے کہ عربوں نے مرسی کی حکومت کو ختم کرنے کے لیے جو دس بلین ڈالر کی انوسٹمنٹ کی تھی وہ اپنی ہی تباہی کے لیے کی تھی

مرتب: محمد رفیق چودھری

سوال: مرسی پر الزام تھا کہ انہوں نے کچھ راز قطر کو دے دیے تھے اس میں کتنی سچائی ہے؟

اوریا مقبول جان: پہلی بات یہ ہے کہ ایسے ریاستی راز کون سے ہوتے ہیں جو کسی کو دے دیے جائیں اور پھر اس پر پھانسی کی سزا یا اس طرح کا ٹرائل کرایا جائے۔ ان ممالک میں اس طرح کی افواج اور انٹیلی جنس ایجنسیز بنائی گئی ہیں جو امریکہ، برطانیہ اور فرانس نے پالی ہیں۔ وہاں وزیر اعظم کے پاس راز نہیں ہوا کرتے بلکہ ان ممالک کی شہ رگ فوج اور ایجنسیز کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ محمد مرسی تو بنیادی طور پر اسی چیز کو کنٹرول کرنے کے چکر میں تھا کہ فوج نے اس کی حکومت پر قبضہ کر لیا۔ یہ الزام تو محض ایک بہانہ ہے۔

سوال: جنرل سیسی کو ترقیاں دے کر آگے لایا گیا۔ پاکستان میں جن جرنلوں کو ترقیاں دے کر آگے لایا جاتا ہے تو وہ بھی بعد میں حکومت پر قبضہ کرتے ہیں۔ کیا یہ مماثلت درست ہے؟

اوریا مقبول جان: بنیادی طور پر کسی بھی ملک کی فوج نیشن سٹیٹ کے سیکولر مزاج کو تحفظ دینے کے لیے بنائی گئی ہے۔ ظاہری بات ہے پوری دنیا میں فوج کا دھندہ ہی نیشن سٹیٹ کی بنیاد کے اوپر ہے، اسی سے امریکہ کا ملٹری انڈسٹریل کمپلیکس چلتا ہے۔ لہٰذا افواج تو سیکولر مزاج کا تحفظ کریں گی ہی اور ان کو پیسہ دیا جاتا ہے تو پھر وہ حکومتوں کا تختہ بھی الٹ دیتی ہیں۔

سوال: جمہوریت کے علمبردار مغرب نے صدر مرسی کے انتخاب کو کیوں پسند نہیں کیا تھا؟

ایوب بیگ مرزا: ہمیں دوسری جنگ عظیم کے بعد کی تاریخ کا جائزہ لینے کی ضرورت ہے۔ دوسری جنگ عظیم کے بعد 1948ء میں اسرائیل قائم ہوا تھا۔ اس وقت مڈل ایسٹ میں مصر کی حیثیت ایک مضبوط ترین ملک کی تھی بالخصوص عسکری لحاظ سے مڈل ایسٹ کے ممالک میں وہ

ایک انتہائی مضبوط ملک تھا۔ اگرچہ اقتصادی لحاظ سے اتنا مضبوط نہیں تھا لیکن اتنا برا بھی نہیں تھا۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ 1967ء کی جنگ میں اگرچہ مصر کو شکست ہوئی تھی لیکن اس جنگ میں اس کا لیڈنگ رول تھا۔ البتہ 1974ء کی جنگ میں مصر اسرائیل سے تقریباً جیت گیا تھا لیکن امریکہ نے مداخلت کر کے اسرائیل کی شکست کو فتح میں بدل دیا تھا۔ اس لحاظ سے اگر ہم اسلام کے حوالے سے مغرب کے طرزِ عمل کو سامنے رکھیں اور پھر مصر کی طاقت کو بھی سامنے رکھیں تو ہمیں سمجھنے میں مدد مل سکتی ہے کہ صدر محمد مرسی کے ساتھ ایسا کیوں ہوا۔ مصر میں آزادی کے بعد کبھی بھی جمہوریت نہیں آئی بلکہ وہاں فوجی آمریت ہی رہی ہے اور عسکری لحاظ سے امریکہ کے ساتھ مصر کے اتنے اچھے تعلقات نہیں رہے تھے۔ لیکن انور سادات کے دور میں پانسہ پلٹا اور مصر کا رجحان امریکہ کی طرف ہوا۔ صدر مرسی کی حکومت مصر میں پہلی جمہوری حکومت تھی۔ لیکن آپ مغرب کا جمہوریت کے حوالے سے دہرا معیار دیکھئے کہ ایک طرف وہ کہتے ہیں جمہوریت ہمارے ایمان کا حصہ ہے اور انسانی حقوق، آزادی وغیرہ کا مغرب علمبردار بنتا ہے۔ لیکن اگر آپ تاریخ کا بغور مطالعہ کریں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ مغرب کے یہ سب نعرے اور دعوے دھوکہ ہیں۔ مغربی قوتوں کو جہاں ضرورت پڑی ہے تو انہوں نے جمہوریت کو اسلام کے خلاف استعمال کیا ہے اور جہاں انہیں ضرورت پڑی ہے تو آمریت کو اسلام کے خلاف استعمال کیا ہے۔ اگر مغرب جمہوریت، آزادی اور انسانی حقوق کے معاملے میں اتنا ہی سچا ہوتا تو وہ سب سے زیادہ صدر محمد مرسی کی حکومت کو سپورٹ کرتا۔ اس لیے کہ پہلی دفعہ مصر میں ایک جمہوری حکومت قائم ہوئی تھی جبکہ آمریت کی انہیں مخالفت کرنی چاہیے تھی کیونکہ مغرب کے نزدیک آمریت کو سپورٹ کرنا کفر ہے۔ لیکن اسلام کی مخالفت میں وہ کافر بننا بھی قبول کر لیتے ہیں۔ اب چونکہ اسرائیل مغرب اور امریکہ کا بغل بچہ ہے لہٰذا وہ نہیں چاہتے کہ اس کے آس پاس کوئی بھی اسلامی ملک مستحکم ہو۔ لہٰذا مغرب اور امریکہ کی کوشش ہوتی ہے کہ ان ممالک کو کمزور کر کے وہاں اپنے کٹھ پتلی حکمران بٹھا دیے جائیں۔

سوال: مرسی کو ہٹانے کا الزام انٹرنیشنل اسٹیبلشمنٹ پر جاتا ہے یا مصر کی اسٹیبلشمنٹ پر جاتا ہے؟

رضاء الحق: حقیقت میں مرسی کو ہٹانے کا الزام انٹرنیشنل اسٹیبلشمنٹ، مصر کی اسٹیبلشمنٹ اور بالخصوص عرب ممالک کی اسٹیبلشمنٹ پر یکساں طور پر جاتا ہے۔ یہ ایک ملی جلی کہانی ہے۔ سب سے پہلی بات یہ ہے کہ جدید مغربی تہذیب کے بارے میں یہ کہنا کہ وہ سیکولرازم یا جمہوری اقدار کی حامی ہے تو یہ لوگوں کی غلط فہمی ہے۔ یہ وہ دھوکہ ہے جو وہ پورے دو سو سال سے بڑی کامیابی سے استعمال کر رہے ہیں۔ جبکہ مڈل ایسٹ میں جہاں مغرب کو ضرورت پڑتی ہے تو وہاں انہوں نے جمہوریتیں بنائی ہوئی ہیں اور جہاں ضرورت پڑتی ہے تو وہاں انہوں نے آمریتیں قائم کی ہوئی ہیں اور جہاں ضرورت پڑتی ہے تو وہاں وہ بادشاہتوں کو بھی ساتھ ساتھ سپورٹ کر رہے ہیں اور یہ آج کی بات نہیں ہے بلکہ جب امریکہ اور سوویت یونین کے درمیان سرد جنگ چل رہی تھی تو اس وقت یہ دونوں ہی یہ کام کیا کرتے تھے اور اپنے اپنے Proxies کو استعمال کرتے تھے۔ اس لحاظ سے مصر کی صورتحال بہت اہم تھی۔ 1996ء میں جب نیو امریکن

> انتخابات سے صرف پارلیمنٹ میں تبدیلی آتی ہے جبکہ طاقت کے دوسرے مراکز بدستور قائم رہتے ہیں۔ جیسا کہ فوج اور عدلیہ اور وقت آنے پر وہ اسلامی انقلاب کا راستہ روک دیتے ہیں۔

سنچری کا پراجیکٹ سامنے آیا جس میں یہ طے کیا گیا کہ امریکہ کی بطور سول سپریم پاور ان دی ورلڈ جو پوزیشن بن چکی ہے اس کو اگلی صدی میں کس طرح قائم رکھنا ہے تو اس کے لیے انہوں نے اپنے مختلف اہداف سیٹ کیے ہیں جن میں سے کچھ خالصتاً عسکری نوعیت کے اہداف ہیں اور کچھ ایسے ہیں جو انہوں نے سول سیکٹر کو استعمال کر کے حاصل کرنے ہیں۔ اگر ہم ان کے ملٹری اہداف کا جائزہ لیں تو وہ وہ ہیں جو امریکہ اور نیٹو نے اسرائیل کی ایماء پر مختلف ممالک میں حاصل کیے جن میں عراق، افغانستان، شام، لیبیا وغیرہ شامل ہیں۔ ان ممالک کو انہوں نے براہ راست ٹارگٹ کر کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں تقسیم کر دیا یا پھر غیر مستحکم کر دیا۔ جبکہ کچھ ممالک میں انہوں نے سول بغاوتیں شروع کروا کر اپنے مقاصد حاصل کیے۔ اس حوالے سے یہ بات ذہن میں رہے کہ جن ممالک میں مغرب نے آج سے ساٹھ ستر سال پہلے آمریت کے بیج بوئے تو ایک وقت آنا ہی تھا کہ ان کے خلاف سوشل میڈیا یا دوسرے ذرائع سے جب عوام کو اُبھارا گیا تو لوگ سڑکوں پر آئے اور اس کو پھر عرب اسپرنگ کا نام دیا گیا۔ عرب اسپرنگ کے پیچھے ان کی حکمت عملی بنیادی طور پر یہی تھی کہ جن ریاستوں کو براہ راست عسکری طور پر ٹارگٹ نہیں کیا جا سکتا وہاں خانہ جنگی شروع کروائی جائے اور اس طرح ان ملکوں کو غیر مستحکم کیا جائے۔ اس حوالے سے وہ تیونس اور بعض دوسرے ممالک میں کامیاب ہوئے۔ البتہ مصر کے حوالے سے ان کے اندازے غلط ثابت ہوئے۔ مغرب یہ سمجھ رہا تھا کہ مصر میں عرب اسپرنگ کے نتیجے میں ایک سیکولر اور لبرل جمہوریت آئے گی اور اسرائیل کے لیے مستقبل کا راستہ آسان ہو جائے گا لیکن مصر میں چونکہ اخوان کی تحریک کافی عرصہ سے چل رہی تھی اور عوام میں اپنی جڑیں مضبوط کر چکی تھی لہٰذا جب وہاں عرب اسپرنگ کے اثرات پہنچے اور لوگ سڑکوں پر نکلنا شروع ہوئے تو اس کا فائدہ اخوان تحریک نے اُٹھایا اور اس کے نتیجے میں مصر میں لوگوں نے ایک اسلامی احیائی تحریک کو ووٹ دیے جو وہاں پر اسلامی شریعت نافذ کرنا چاہ رہی تھی اور یہ چیز مغرب کو کسی صورت میں بھی قبول نہیں تھی اور نہ یہ مصری اسٹیبلشمنٹ کو قبول تھی کیوں کہ ان کی ملٹری ایک عرصے سے سیکولر لائن پر چل رہی تھی۔ ان کی عدالتیں بھی سیکولر لائن پر چل رہی تھیں اور حکومت ان دونوں کے ہاتھ میں تھی۔ انٹرنیشنل اسٹیبلشمنٹ عرب سپرنگ کے ذریعے جو مقاصد حاصل کرنا چاہ رہی تھی وہ مصر میں پورے نہیں ہو پا رہے تھے کیونکہ وہاں حکومت اخوان المسلمین کی آ گئی تھی اور انہوں نے اپنا ایجنڈہ بھی دینا شروع کر دیا تھا کہ ہم اب آہستہ آہستہ اسلامائزیشن کی طرف بڑھیں گے۔ تیسری علاقائی اسٹیبلشمنٹ تھی، خاص طور پر ان ممالک کی جن کو عرب اسپرنگ سے جان بوجھ کر بچایا گیا تھا کیونکہ وہاں بادشاہتیں مغرب کے مفاد میں تھیں اور یہ بادشاہتیں بھی نہیں چاہتی تھیں کہ مصر میں ایک ایسی اسلامی حکومت آ جائے جو اپنی برکات پیش کرنا شروع کر دے اور لوگ اس کی طرف مائل ہونا شروع ہو جائیں۔ لہٰذا ان سب نے مل کر مرسی کی حکومت کے خلاف مہم شروع کر دی۔ جس وقت مرسی کی حکومت ختم کی گئی اس وقت ٹائم میگزین کا ٹائٹل تھا: Good Democracy, Bad Democracy. یعنی انہوں نے اپنے ہی بیانیے کو بدلا کہ جمہوریتیں اچھی بھی ہوتی ہیں اور بری بھی ہوتی ہیں اور یہ چونکہ ایک بری جمہوریت ہے لہٰذا اس کو ختم کرنا ضروری ہے۔ اس کی جگہ جرنیل آ جائیں تو وہ انہیں قبول ہیں۔ کیونکہ وہ سیکولر ہیں اور وہ ہمارے مفادات کو آگے لے کر چلیں گے۔

سوال: اخوان المسلمین کا پس منظر کیا ہے اور وہ مصر میں کیا کرنا چاہتے تھے؟

عطاء الرحمٰن عارف: اخوان المسلمین کے بانی

حسن البناء شہید تھے۔ وہ 1906ء میں پیدا ہوئے اور 1920ء کے لگ بھگ جب وہ تعلیمی میدان میں تھے تو اسی زمانے میں انہوں نے اس بات کو واضح کیا کہ انہیں مصر کے سیکولر معاشرے کے مقابلے میں اسلامی اقدار زیادہ محبوب ہیں۔ دورِ طالب علمی میں ان کے استاد نے ان سے ایک سوال کیا کہ آپ کیا کرنا چاہتے ہیں؟ تو انہوں نے اس کے جواب میں لکھا کہ میں تعلیمی میدان میں کام کرنا چاہتا ہوں۔ دن کو میں بچوں کو تعلیم دوں گا اور شام کے اوقات میں میں ان کے والدین کو دین سکھانے کی کوشش کروں گا۔ پھر انہوں نے اپنی جدوجہد کا آغاز قہوہ خانوں اور مختلف مقامات پر جا کر گفتگو کرنے سے کیا۔ ابتدائی دو سال انہوں نے اسی کام پر لگائے۔ اگر ہم مختلف احیائی تحریکات کا جائزہ لیں تو ہمیں اندازہ ہوتا ہے کہ قرآن کی آیت

﴿قَالَ مَنْ اَنْصَارِیْٓ اِلَی اللّٰہِ ط﴾ (آل عمران:52)

''تو انہوں نے پکار لگائی کہ کون ہے میرا مددگار اللہ کی راہ میں؟''

کا اطلاق مختلف زمانے میں مختلف شخصیات پر ہوتا رہا ہے کہ ایک آدمی کھڑا ہوا اور اس نے پکار لگائی اور اس کے ساتھ کچھ لوگ شامل ہو گئے۔ بالکل اسی طرح حسن البناء نے تنہا پکار لگائی۔ پھر ان کے ساتھ چھ دوست شامل ہوئے اور مختلف علاقوں میں جا کر دین کی تعلیمات کو بیان کرنا شروع کیا۔ پھر انہوں نے 1928ء میں اخوان المسلمین کی بنیاد رکھی۔ ان کا بنیادی مقصد احیائے دین تھا۔ انہوں نے شروع کے پہلے دس سال اخوان کی صرف روحانی وفکری تربیت کی اور انہیں تیار کیا۔ جس علاقے میں بھی اخوان کا دفتر قائم ہوتا تھا وہاں وہ مسجد لازماً بنواتے تھے اور اس کے ساتھ ساتھ وہ اخوان کو عسکری تربیت بھی دیا کرتے تھے۔ بہرحال اس تحریک کے مختلف ادوار ہیں۔ ان کے امیر کو مرشد عام کہا جاتا ہے۔ حسن البناء شہید سے لے کر آج تک ان کے آٹھ مرشد عام بنے ہیں۔ محمد بدیع ان کے آٹھویں مرشد عام ہیں۔ اخوان کے اوپر کوئی دس ادوار گزرے ہیں۔ پہلے دس سال میں انہوں نے اپنے ساتھیوں کی فکری تربیت کی، اخوان کی شاخیں قائم کیں۔ 1938ء میں انہوں نے اپنے منہج کو کچھ تبدیل کیا اور سیاست میں براہِ راست حصہ لینے کا آغاز کیا۔ برطانیہ کے خلاف انہوں نے تحریک بھی چلائی۔ اپنے بادشاہ کو خط لکھا کہ آپ نفاذِ اسلام کی کوشش کریں۔ شہید محمد مرسی کا معاملہ ایک سال یا چند دنوں کا نہیں بلکہ پوری پون صدی کا قصہ ہے۔ کیونکہ رفاعی کاموں کے ذریعے یہ لوگوں کی معاشی مدد بھی کیا کرتے تھے اور ان کو میڈیکل کی سہولیات بھی دیتے تھے اور ان کے ذاتی معاملات کو حل کرتے تھے۔ جس سے ان کے ساتھ لوگوں کی قربت ہوئی اور جو لوگ قریب آئے ان کی پھر فکری تربیت کی۔ 1945ء میں اخوان کی شاخیں عالم عرب میں قائم ہو گئی تھیں اور تقریباً پانچ لاکھ اخوان ممبر تھے۔ 1948ء میں اسرائیل کے ساتھ جو پہلی جھڑپ ہوئی ہے اس میں بھی اخوان کے لوگ شامل تھے۔

سوال: کیا الیکشن کے ذریعے اسلام کا نفاذ ممکن ہے؟

ایوب بیگ مرزا: الیکشن کے ذریعے اسلامی نظام کے نفاذ کے حوالے سے پاکستان کی تاریخ گواہ بن گئی ہے کہ اس راستے سے نفاذِ اسلام ممکن نہیں بلکہ جو بھی اسلامی جماعت یہ راستہ اختیار کرے گی تو وہ مسلسل پسپا ہوتی چلی جائے گی۔ 1970ء کے الیکشن میں جماعت اسلامی نے صرف 4 سیٹیں جیتی تھیں۔ اس کے بعد مختلف دینی جماعتوں کا آپس میں اتحاد بھی ہوتا رہا ہے لیکن پھر بھی انتخابات میں نتائج ان کے خلاف آئے۔ جو لوگ اسلامی ذہن رکھنے والے ہیں ان کے سامنے جب نتائج کا اعلان ہوتا ہے کہ فلاں سیکولر جماعت کے امیدوار نے ایک لاکھ سے زیادہ ووٹ لیے ہیں اور اسلامی جماعت کے امیدوار نے 312 ووٹ لیے ہیں تو ان کو بہت تکلیف پہنچتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ تاریخ نے اس راستے کو بری طریقے سے رد کر دیا ہے۔ اگر بالفرض آپ الیکشن کے ذریعے جیت کر اقتدار میں آ بھی گئے تب بھی دنیا میں ایسی طاقتیں موجود ہیں جو آپ کو اپنے مقاصد میں کامیاب نہیں ہونے دیں گی۔ کیونکہ انتخابات کے ذریعے جو تبدیلی آتی ہے تو اس سے صرف پارلیمنٹ میں تبدیلی آتی ہے، جبکہ طاقت کے جو دوسرے منبع ہوتے ہیں وہ اپنی جگہ قائم رہتے ہیں۔ جیسا کہ فوج اور عدلیہ، ان میں کوئی تبدیلی نہیں آتی اور وقت آنے پر وہ اپنی طاقت دکھاتے ہیں اور اسلامی انقلاب کا راستہ روک دیتے ہیں۔ الجزائر میں ایسا ہی ہوا اور یہی معاملہ مصر میں بھی پیش آیا۔

سوال: ترکی میں عوام نے فوج کے خلاف طیب اردگان کا ساتھ دیا تھا۔ کیا یہ ایک منفرد مثال نہیں ہے؟

ایوب بیگ مرزا: اصل میں طیب اردگان کسی تحریکی راستے سے اقتدار میں نہیں آئے۔ اگرچہ وہ مغرب کو اچھے نہیں لگتے۔ البتہ یہ حقیقت ہے کہ انہوں نے بڑی حکمت سے کام کیا، بڑی سست رفتاری سے کیا اور بڑے تدبر سے کیا لیکن انقلابی انداز میں نہیں کیا کہ مغرب ان کے خلاف ایک دم کھڑا ہو جائے۔ لہٰذا وہ ابھی تک ان کے لیے قابل برداشت ہیں۔ حالیہ خبروں کے مطابق اب ان کی مقبولیت کا زوال شروع ہو چکا ہے۔

سوال: صدر مرسی کی چھ سالہ قید تنہائی پر انسانی حقوق کی نام نہاد تنظیموں نے آواز بلند کیوں نہیں کی؟

رضاء الحق: صدر مرسی کو چھ سال قید تنہائی میں رکھا گیا۔ اس عرصے میں صرف چار دفعہ ان کے گھر والوں کو ان سے ملاقات کی اجازت دی گئی۔ پھر جب ان کا انتقال ہوا تو ان کی نماز جنازہ میں بھی صرف آٹھ لوگوں کو اجازت ملی البتہ پوری دنیا میں ان کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھی جا رہی ہے۔ جب ان کی حکومت کو ختم کیا گیا اس وقت سے ایک ہزار کے قریب اخوان جیل میں ہیں اور ان پر اس حد تک مظالم ڈھائے جاتے ہیں کہ ان پر خونخوار کتے چھوڑے جاتے ہیں۔ ابھی اقوام متحدہ کی طرف سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ اس واقعہ کی غیر جانبدار تحقیقات ہونی چاہئیں کہ محمد مرسی کی وفات کیسے ہوئی؟ جہاں تک انسانی حقوق کی تنظیموں کا تعلق ہے تو وہ اس وقت کہیں بھی موجود نہیں تھیں جب صدر مرسی اور اخوان پر قید میں مظالم ڈھائے جا رہے تھے۔ یعنی ایک منتخب حکومت کو ظلم کی بنیاد پر لپیٹا جا رہا تھا۔ کیونکہ پوری دنیا میں اس وقت ایجنڈہ یہ ہے کہ جو بھی اسلام کے نفاذ کی طرف بڑھنے کی کوشش کر رہا ہے اس کا راستہ روکا جائے۔ اس لیے کہ اسلام اور احیائی تحریکیں مغرب، امریکہ اور اسرائیل کے ان اہداف کے راستے میں رکاوٹ ہیں جو وہ اس وقت حاصل کرنا چاہ رہے ہیں۔ لہٰذا اسلامی احیائی تحریکوں پر جو بھی مظالم ڈھائے جائیں گے ان کو انسانی حقوق کی ساری تنظیمیں بھول جائیں گی۔ اقوام متحدہ کی ہیومن رائٹس کونسل نے کہا ہے کہ میانمار (روہنگیا) کے معاملے میں ہم سے بہت بڑی کوتاہی ہوئی ہے۔ سوال یہ ہے کہ آپ سے کہاں کہاں کوتاہی نہیں ہوئی؟ مصر کی مثال سب سے بڑی ہے۔ یہ بہت بڑی کوتاہی ہے کہ آپ دنیا بھر میں جمہوریت کے علمبردار بنے پھرتے ہیں لیکن مصر میں جب جبراً جمہوریت کو لپیٹا گیا تو آپ نے آواز تک نہیں اُٹھائی۔ اس میں ہمارے سمیت ان تمام اسلامی احیائی تحریکوں کے لیے بھی ایک پیغام ہے کہ ایک وقت آئے گا کہ بغیر کسی وجہ کے اور بلا جواز ان پر پابندی لگا دی جائے گی اور وہ وقت قریب آ رہا ہے۔ لہٰذا ہمیں ان حالات میں ثابت قدم رہنا ہوگا۔

قارئین پروگرام ''زمانہ گواہ ہے'' کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جا سکتی ہے۔

دیوِ استبداد

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

دنیا تیز رفتار تبدیلیوں کی زد میں ہے۔ گریٹر اسرائیل کے ہدف کے حصول کے لیے مسئلہ فلسطین کے حل کی آڑ میں امریکہ، یورپی یونین، (سازگار) عرب حکمران اور اس بارات کا دولہا اسرائیل صدی کے سب سے بڑے منصوبے، ''ڈیل آف دی سینچری'' کے عنوان سے سرگرم ہیں۔ مشرقِ وسطیٰ کی تمام تر سیاست، ساری بوئی، بیجی گئی جنگیں اور خانہ جنگیاں اسی ایک مقصد کے تحت ہیں۔ ترکی جیسے بلند آہنگ، پاکستان (جس کی آواز تو گلے میں گھٹ کر رہ گئی ہے) جیسے ایٹمی ملک کو سیاسی، معاشی افراتفریوں کی بھینٹ چڑھا کر اپنی ڈال دی گئی ہے۔ اب ہمارا قیمتی ترین روحانی اثاثہ، قبلہ اول اسی شور شرابے میں چرایا جانا ہے۔ اسرائیل مسلم دنیا سے تسلیم کروایا جائے گا۔ فلسطینی ریاست کے جھانسے میں بغیر ریڑھ کی ہڈی (فوج رکھنے کی اجازت نہ ہوگی) کے ایک لجلجہ سا وجود، گریٹر اسرائیلی عزائم والے ایٹم بموں سے لیس اسرائیل کے پہلو میں سسکے گا۔ فلسطینی مہاجرین کی گھر واپسی کے سارے دروازے بند ہو جائیں گے۔ یا اس محدود محصور و مجبور، معاشی طور پر مذکورہ بالا طاقتوں کی دست نگر، فلسطینی ریاست میں رہیں یا جس ملک میں مہاجرت کے روز و شب گزر رہے ہیں، اسی میں ضم ہو جائیں!

ایسے میں جب مسلم دنیا پر ظلم و جبر کے فیصلے مسلط کیے جا رہے ہیں، ایک مردنی، کسمپرسی کی سی کیفیت طاری تھی، ایک بہادر زندانی کی شہادت نے نیل کے ساحل سے لے کر تا بخاک کاشغر زندگی کی لہر دوڑا دی! پوری دنیا کے زندہ مسلمان، قومیت رنگ نسل سے بالاتر تڑپ اٹھے۔ ڈاکٹر حافظ محمد مرسیؒ، دنیائے کفر کی آنکھ میں خار بن کر کھٹکنے والے کی مظلومانہ جبر تلے ناگہانی موت نے ایک زلزلہ برپا کر دیا۔ فلسطینیوں کا غم خوار، جب آزادانہ انتخابات میں پہلی مرتبہ پہلا اسلامسٹ 65 فیصد ووٹ لے کر منتخب ہو گیا (جون 2012ء) تو بابا ہائے جمہوریت مغرب بھر میں بلبلا اٹھے۔ اسرائیل کی جان پر بن آئی۔ جیسے تیسے ایک سال تک برداشت کیا اور پھر وہی کیا جو مسلم ممالک میں فوجی علاج کیا جاتا ہے۔ جولائی 2013ء میں فوج نے نکال پھینکا۔ اخوان پر پابندی عائد کر دی، اسے دہشت گرد تنظیم قرار دے دیا۔ مرسی کو پہلے 20 سال قید اور بعد ازاں سزائے موت سنا دی۔ چھ سال بیمار محمد مرسی کو طبی سہولیات سے محروم قید تنہائی میں رکھا گیا۔ خاندان سے 6 سال میں صرف 4 مرتبہ ملاقات کی اجازت ملی۔ دنیا خاموش تماشائی بنی اسے گویا سند جواز فراہم کرتی رہی۔ اب جو گر کر شیشے کے پنجرے میں (عدالت پیشی کے دوران) انتقال کر گئے تو گونگلوؤں سے مٹی جھاڑ نے ساری عالمی انسانی حقوق کی تنظیمیں کفن پھاڑ کر بول پڑیں۔ اگرچہ بہ صد اہتمام مسلم ممالک کو ناکارہ عدالتی نظام کی چکی میں قصداً پیسا گیا ہے، جس کا بدترین مظہر مصر اور بنگلہ دیش ہے۔ انصاف کے نام پر عالمی ایجنڈوں کا فراڈ چلتا ہے۔ ایمنسٹی انٹرنیشنل، ہیومن رائٹس واچ، حتیٰ کہ یو این انسانی حقوق کا ترجمان بھی آزادانہ تحقیقات کا مطالبہ کرنے لگے! جس پر السیسی تپ اٹھا ''لو وہ بھی کہہ رہے ہیں یہ بے ننگ و نام ہے'' پر حیران ہو کر! اردوان نے اسے قتل اور مرسی کو شہید قرار دیا۔

دنیا بھر کے مسلمانوں کا شدید ردعمل السیسی جیسوں اس کے عالمی ہمنواؤں، سرپرستوں کے منہ پر ایک طمانچہ ہے۔ امام احمد بن حنبلؒ کے زندہ جاوید قول: ''ہمارے اور تمہارے درمیان فیصلہ جنازوں کے دن ہوگا'' کے مصداق فیصلہ تو ہوا! السیسی کی خوفزدگی کا یہ عالم کہ کھلے عام محمد مرسی کے جنازے اور تدفین کی اجازت نہ دی۔ سبھی و قیع مردوں سے کفر و نفاق لرزا ہے! سید احمد شہیدؒ کے جسد خاکی سے سکھ لرزتے رہے۔ اسامہ بن لادنؒ کے جسد خاکی نے امریکہ کو دہلایا۔ اگرچہ اہلیہ کے بیان کے مطابق ہیلی کاپٹر گر جانے سے اللہ نے ان کے ہاتھ آنے سے بچا لیا تھا! حسن البناءؒ (بانی اخوان المسلمون) کی شہادت ہو یا سید قطبؒ شہید کی۔ وہاں اگر گھر کی خواتین اور بوڑھے باپ کے ہاتھوں جنازہ و تدفین ہونا قرار پایا تو محمد مرسیؒ بھی انہی کے ساتھی تھے۔ جنازہ مصر میں طوفان لے آتا۔ سو گھر کے 8 افراد کو اجازت ملی۔ بھاری سکیورٹی میں (آبائی قبرستان کی اجازت نہ ملی) قاہرہ میں نمایاں اسلام پسندوں کے جوار میں جگہ پائی! شاید اللہ کی مشیت یہی تھی کہ ''آ ملے ہیں سینہ چاکانِ چمن سے سینہ چاک'' کے مصداق، رہائی ملی، قید تنہائی ختم ہوئی! اور پھر مشرق تا مغرب غائبانہ نماز جنازہ ملک ملک پڑھی گئی! مسجد اقصیٰ، ملائیشیا، انڈونیشیا، آسٹریلیا، ترکی، برطانیہ، الجزائر، تیونس، غرض پوری امت نمناک اور غمناک، مرسیؒ مرسیؒ پکار اٹھی۔ ترکی کی تاریخی سلطان محمد فاتح مسجد میں بہادر سلطان کا ہی ایک بیٹا پوری شان استقامت سے پوری دھج سے دنیا سے رخصت ہوا۔ بھرپور نماز جنازہ اردوان اور ترکیوں نے ادا کی۔ مرسی نے اپنے پیش رو شہید، سید قطبؒ کی طرح سودا بازی قبول نہ کی۔ ''اللہ کی راہ میں شہادت ہماری سب سے بڑی تمنا ہے'' جس جماعت کی پکار ہو، اس کے فرد فرد نے اس کا عملی ثبوت دیا ہے۔ خواہ رابعہ میدان میں شہید ہونے والے پونے 2 ہزار ہوں یا جیلوں میں ٹھونسے 60 ہزار سے زیادہ اخوانی ہوں۔ مرسی حافظ قرآن تھے۔ سبھی اخوانیوں کی طرح تعلق بالقرآن اور مسجد سے شغف ان کی پہچان تھی۔ ہزاروں حفاظ قرآن، ہزاروں اعلیٰ تعلیم یافتہ ڈاکٹر، پروفیسر انجینئر، جمہوریت، انصاف، حقوق انسانی کے راگ الاپتے مغرب کے جھوٹ فریب دجل دغا کا پردہ چاک کرنے کو کافی ہیں۔ المیہ یہ ہے کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے حکمران گونگے کا گڑ کھائے بیٹھے ہیں، بلکہ حال ہی میں سارے ممالک کو چھوڑ کر مصری فرعون، قاتل اخوان السیسی کو عمران خان صاحب پاکستان کے دورے کی دعوت دے آئے ہیں! الحمدللہ پاکستان میں کراچی، لاہور، اسلام آباد، خیبر پختونخوا میں (کئی جگہ) غائبانہ نماز جنازہ کا اہتمام (جماعت اسلامی نے) کیا۔ حکومتی بے حسی کا مداوا ہو گیا۔ بعض مردہ ہیں جو زندوں سے بڑھ کر زندہ ہیں اور بعض زندہ ہیں جن

پرمردہ کا گمان ہوتا ہے۔ مرسی کی شہادت نے از سرِ نو جمہوریت کی حقیقت واضح کر دی ہے۔ مسلم دنیا کے لیے جمہوریت ممنوعات میں سے ہے۔ اس کا فوری فوجی علاج کر دیا جاتا ہے۔

چہرہ روشن اندرون چنگیز سے تاریک تر

اور یہ بھی کہ:

دیو استبداد جمہوری قبا میں پائے کوب!

تاہم مسلم ممالک میں ردعمل سے زندگی کے قوی آثار نمایاں ہوئے ہیں۔

اسی دوران سیف سٹی اسلام آباد میں بے خوف بے لاگ ختم نبوت، ناموس رسالتؐ اور ناموس صحابہؓ کا سپاہی محمد بلال خان بے دردی سے گھات لگا کر شہید کر دیا گیا۔ خنجر کے 17 زخم جسم کے مختلف حصوں پر داغے گئے۔ اس نڈر نوجوان کی تحریر و تقریر (بلاگز، سوشل میڈیا پر) منفی قوتوں کے لیے ایک نظریاتی چیلنج تھا، جس سے نمٹ لیا گیا! نوجوانوں کے لیے ایسی بے خوف مثالیں راس نہیں آتیں۔ راگ رنگ، فیشن شوز، شیشہ (پینے) میں جوانیاں گھلانے کی تو کھلی چھٹی اور اجازت ہے۔ اسلام پسندی میں سپاہی بن کر ہر ایشو پر دو ٹوک رائے کا اظہار؟ کشکولی دور میں ہمارے لیے مشکلات کھڑی ہوتی ہیں! ایسے قتل اندھے ہی ہوا کرتے ہیں۔ مولانا سمیع الحق کا دیدہ دلیرانہ قتل ہو یا دیگر علماء کی ٹارگٹ کلنگ۔ پس پردہ مقاصد اور ہاتھ ایک سے ہی ہوتے ہیں۔ یہ پاکستان کے اسلامی، نظریاتی تشخص پر حملے ہیں سارے۔ ''لب سی لو خاموش رہو'' کی دھمکی لیے ہوئے۔ تاہم اپنی جوانی اعلیٰ ترین مقاصد کی نذر کرنے والا لائق مبارکباد ہے۔ بہت سے وہ ہیں جو موت پر رہائی پاتے ہیں۔ رحمت کے فرشتے سلاما سلاما کے ساتھ استقبال کر کے دائمی گھر واپس لے جاتے ہیں، بہترین انجام کی طرف۔ اور بہت سے بے نتھے پھرنے والے وہ ہیں جو اللہ کی پولیس (الزبانیہ) کے ہاتھوں گرفتار ہو کر بدترین انجام کا منہ دیکھتے ہیں۔ اور یہی حق ہے جو بالخصوص آج ہیرا پھیری کی دنیا میں سب بھلائے بیٹھے ہیں! یہ بھی ایک مشاہدہ ہے کہ کفر و نفاق جس مسلم کی دشمنی پر اترتا ہے، اسے جنت پہنچا کر دم لیتا ہے، خواہ بدلے میں جہنم جا کر دم بخود ہونا پڑے۔

☆☆☆

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(20 تا 26 جون 2019ء)

جمعرات (20 جون) کو صبح 9 بجے سے نمازِ ظہر تک ''دارالاسلام'' (مرکز تنظیم اسلامی) میں مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس میں شرکت کی۔ جمعہ (21 جون) کو قرآن اکیڈمی میں دفتری امور نمٹائے۔ ہفتہ (22 جون) کو صبح 10 بجے سے نمازِ ظہر تک قرآن اکیڈمی میں بعض تنظیمی امور نمٹائے۔ اسی دوران جوہر ٹاؤن سے جناب محمد بلال سے ملاقات رہی۔ انہوں نے کسی ذاتی مسئلے کے حوالے سے امیر محترم سے رہنمائی حاصل کی۔ ہفتہ کی سہ پہر 3 بجے ''دارالاسلام'' میں دین حق ٹرسٹ کے بورڈ آف گورنرز کے اجلاس کی صدارت کی۔ بعد نمازِ عصر اسی مقام پر تنظیم اسلامی کی مجلس توسیعی عاملہ کی پہلی نشست میں شرکت کی، جو نمازِ عشاء تک جاری رہی۔ اتوار (23 جون) کو صبح 9 بجے سے نمازِ ظہر تک ''دارالاسلام'' میں مجلس توسیعی عاملہ کی دوسری نشست میں شرکت رہی۔

سوموار (24 جون) کو صبح 11 بجے سے نمازِ ظہر تک قرآن اکیڈمی میں معمول کی مصروفیات رہیں۔ منگل (25 جون) کو طے شدہ پروگرام کے مطابق بعد نمازِ مغرب جناب یاسر انور کی رہائش گاہ پر حلقہ لاہور غربی کی مقامی تنظیم لاہور وسطی کے رفقاء سے ملاقات کی۔ مقامی امیر نے نقباء کا اور نقباء نے نئے رفقاء کا تعارف کرایا۔ بعد ازاں' معمول کے مطابق رفقاء کے ساتھ سوال و جواب کا بھرپور سیشن ہوا۔ نمازِ عشاء سے قبل عشائیہ پر اس اجلاس کا اختتام ہوا۔ اس پروگرام میں نائب ناظم اعلیٰ (مرکز) جناب ڈاکٹر امتیاز احمد بھی موجود رہے۔ بدھ (26 جون) کو ناسازیٔ طبع کے باعث ''دارالاسلام'' نہ جا سکے۔ (مرتب: محمد خلیق)

ضرورت رشتہ

☆ ہاشمی فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 26 سال، قد 5.7، تعلیم ایم بی اے، کے لیے برسر روزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ والدین رابطہ کریں۔ برائے رابطہ: 0300-4009979

☆ ایک نجی کمپنی میں ڈرائیور، عمر 34 سال، صوم وصلوٰۃ کا پابند، پہلی بیوی سے بوجوہ علیحدگی (دو ماہ پہلے)، کرائے کے مکان میں رہائش پذیر، کے لیے نیک سیرت لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔ ذات پات کی قید نہیں۔ شادی جہیز کے بغیر سادگی سے ہوگی۔ برائے رابطہ: 0321-4671519

☆ سندھو جٹ فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 23 سال، تعلیم میٹرک، ترجمہ و تفسیر کورس، امور خانہ داری میں ماہر، قد 5 فٹ 2 انچ، کے لیے دینی مزاج کے حامل برسر روزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔ لاہور، سیالکوٹ، نارووال اور گوجرانوالہ کے رہائشی قابل ترجیح۔ برائے رابطہ: 0313-7774065

راستے اور راہی کے حقوق

عرفان علی

اسلام کی تعلیمات زندگی کے تمام شعبوں پر محیط ہیں۔ان کا تعلق عقائد کے باب سے ہو یا عبادات سے، یا معاملات، اخلاقیات اور معاشرت سے، اسلام کا اپنے ماننے والوں سے یہ تقاضا ہے کہ دوسروں کے جو حقوق تم پر عائد ہوتے ہیں، انھیں حتی الامکان پورا کرنے کی کوشش کرو۔ چاہے وہ حقوق چھوٹے چھوٹے مسائل سے متعلق ہوں یا بڑے بڑے مسائل سے ان کا تعلق ہو۔ ہمارا المیہ یہ ہے کہ ہم بڑے مسائل کے حل کے لیے کوششیں تو ضرور کرتے ہیں مگر چھوٹے چھوٹے معاملات ہماری نظروں سے اوجھل ہی رہتے ہیں۔

انہی میں ایک اہم مسئلہ راستے کے حقوق کا ہے۔ کوئی شخص راستے میں مستقل ٹھکانا نہیں بناتا مگر راستے سے گزرتے ہوئے اس سے اگر کسی کو تکلیف پہنچے تو اس کا اثر کافی دیر تک محسوس کیا جاسکتا ہے۔ راستے کے حقوق کیا ہیں؟ شریعت نے کن امور کی نشان دہی کی ہے؟ کن امور کا خیال رکھنا اور کن کاموں سے باز رہنے کی تلقین کی ہے تاکہ ہر کسی کی زندگی اچھے طریقے سے گزرے؟ ان سوالوں کا جواب اس تحریر میں پیش ہے۔

راستے سے مراد صرف گلی یا سڑک کا راستہ نہیں، بلکہ اس کے مختلف مفاہیم ہیں، مثلاً: * کسی محلے/سوسائٹی میں جانے والا راستہ * کسی تعلیمی/کاروباری ادارے میں مختلف کلاسوں یا دفاتر میں جانے والا راستہ * شاہراہیں (موٹرویز اور عمومی پگڈنڈیاں بھی)۔

ان راستوں کے کچھ حقوق ایک جیسے ہیں اور کچھ متفرق ہیں۔ ان تمام میں مشترکہ بات یہ ہے کہ یہ تمام لوگوں کی مشترکہ گزرگاہ ہو، اس پر کسی کی خاص ملکیت نہ ہو۔

راستے کے حقوق کے حوالے سے متعدد احادیث مروی ہیں جن میں مختلف احکامات ملتے ہیں۔ ایک حدیث میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''راستوں پر بیٹھنے سے پرہیز کرو۔'' صحابہ کرامؓ نے عرض کیا: ہماری مجبوری ہے کہ ہم محفل جماتے ہیں اور آپس میں گپ شپ کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر اتنی ہی مجبوری ہے تو راستے کا حق ادا کرو۔ صحابہؓ نے پوچھا: راستے کا حق کیا ہے؟ فرمایا: ''نظروں کو جھکا کر رکھو، تکلیف دہ چیز کو دور کرو، سلام کا جواب دو اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ ادا کرو۔'' (بخاری)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے راستوں میں بیٹھنے کی ممانعت فرمائی ہے، لیکن اگر اتنی ہی مجبوری ہے تو پھر چند امور کا خیال رکھنا بے حد ضروری ہے۔ وہ امور جن کا خیال رکھنا ضروری ہے:

نظروں کی حفاظت:

راستے کا سب سے پہلا حق ہے کہ وہاں بیٹھنے والا اپنی نظروں کی حفاظت کرے۔ کیوں کہ وہاں سے گزرنے والوں میں خواتین بھی شامل ہوں گی۔ اس لیے آدمی وہاں بیٹھ کر ہر کسی کو گھورتا نہ رہے، خاص طور پر خواتین کو۔ ایک تو اس لیے کہ یہ شریعت کے منافی ہے، دوسرے یہ کہ اس میں اخلاقی قباحت بھی ہے۔ حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اچانک نظر پڑ جانے کے حوالے سے پوچھا تو نبی کریم ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ: ''میں اپنی نگاہ پھیر لوں۔'' (مسلم)

تکلیف دہ اشیاء ہٹانا:

اسی طرح نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''ایمان کے ستر اور کچھ شعبے ہیں یا فرمایا: ساٹھ اور کچھ شعبے ہیں، پس اس میں سب سے افضل لا الٰہ الا اللہ اور سب سے ادنیٰ راستے سے تکلیف دہ چیز کو دُور کرنا ہے، اور حیا ایمان کا حصہ ہے۔'' (مسلم)

یعنی ایمان دراصل اعمال اور معاملات تک کا نام ہے۔ کسی ایک جز کو ایمان نہیں کہتے، بلکہ تمام اجزا مل کر ایمان کی تکمیل کرتے ہیں۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ راستے سے کسی تکلیف دہ چیز کو ہٹانا اجر کا کام ہے اور اس میں ضروری نہیں کہ کوئی بہت بڑی چیز آپ دُور کریں، حتیٰ کہ تکلیف دینے والا ایک کانٹا، کوئی اینٹ کا ٹکڑا بھی اگر کسی نے ہٹایا تو اس پر بھی اس کو اجر ملے گا۔

تکلیف دینے والی وہ تمام چیزیں ہیں، جو وہاں سے گزرنے والوں کے لیے تکلیف دینے کا سبب بنیں۔ راستے میں گاڑی کھڑی کرنا، اینٹ، ریت، بجری رکھنا، جانور باندھنا اور بیریر یا گیٹ لگانا، بریکر بنانا، گھر کے آگے اونچا تھڑا بنانا، یہ سب راستے کی تکلیف دہ اشیاء میں شامل ہیں۔ جو شخص ان رکاوٹوں کو ہٹانے کی کوشش کرتا ہے اس کو اجر ملے گا اور وہ جنت کا مستحق بھی ہوگا۔

حدیث کے الفاظ کَفُّ الْاَذٰی ایک جامع کلمہ ہے۔ اس میں ہر طرح کی تکلیف دینا شامل ہے، چاہے وہ اپنے عمل کی وجہ سے ہو یا اپنے قول یا اشارے سے، حتیٰ کہ صرف نظروں سے بھی کسی کو تکلیف دینا شامل ہے۔

پروگرامات کا انعقاد:

قناتیں لگا کر راستہ بند کرنا بھی تکلیف دینے میں شامل ہے۔ البتہ ایسی جگہ پر قنات/شامیانا لگانا جہاں لوگوں کو کوئی اعتراض نہ ہو تو اس کی گنجائش ہو سکتی ہے۔ اس میں ہر طرح کے پروگرامات شامل ہیں، چاہے وہ شادیاں ہوں یا مذہبی نوعیت کے پروگرامات۔ اگر اس سے لوگوں کو تکلیف پہنچ رہی ہے تو راستہ بند کرکے ان پروگرامات کا انعقاد شریعت کی نظر میں ناپسندیدہ کام ہے۔

کھانے کی چیزیں راستے میں ڈالنا:

تکلیف دہ چیز راستے سے ہٹانے سے مراد کیلے کے چھلکے بیج راستے میں نہ پھینکے جائیں، پانی اور کولڈ ڈرنک کی بوتلیں راستے میں نہ پھینکی جائیں اور اسی طرح کی جو چیزیں تکلیف دینے کا باعث ہوں ان سے اجتناب کیا جائے۔

راستے میں کھدائی کرنا:

یہ بات بھی تکلیف دہ ہے کہ بیچ راستے میں کوئی شخص اپنے مقصد کے لیے گڑھا وغیرہ کھودے اور پھر اس کو صحیح طریقے سے ہموار کرکے بند نہ کرے۔ اس میں انفرادی طور پر بھی لوگ شامل ہیں اور ادارے بھی۔ کیونکہ کچھ ادارے، مثلاً واپڈا، سوئی گیس، ٹیلی فون وغیرہ کے ادارے اپنے صارفین کو سہولیات مہیا کرنے کے لیے سڑکوں کی کھدائی کر دیتے ہیں مگر پھر صحیح طور پر اسے بند نہیں کرتے۔ لہٰذا، انھیں چاہیے کہ سہولت مہیا کرنے کے بعد انھیں اذیت میں مبتلا نہ کریں بلکہ اس راستے کو صحیح طور پر بند کریں۔

پانی کی ٹنکی بنانا/رکھنا:

آج کل راستوں میں مسافروں کے لیے جگہ جگہ

پانی کی ٹنکیاں رکھی جاتی ہیں، جو ایک اچھی سوچ اور قابلِ اجر کام ہے۔لیکن اس میں بھی اس بات کا خیال رکھنا بے حد ضروری ہے کہ یہ کسی ایسی جگہ پر نہ ہوں کہ ان کی وجہ سے راستے میں کیچڑ ہو اور وہاں سے گزرنے والوں کو پریشانی کا سامنا کرنا پڑے۔

ہارن اور آلاتِ موسیقی کا استعمال:

اسی طرح کَفُّ الْاَذٰی میں یہ چیز بھی شامل ہے کہ کسی نے اپنی گاڑی میں تیز آواز والا پریشر ہارن لگوایا ہو اور اسے بجاتا ہوا گزرے یا بغیر سائلنسر والی گاڑی میں سواری کرے جس کی آواز کی وجہ سے لوگوں کو تکلیف ہو اور اسی طرح تیز آواز میں گاڑی کا ساؤنڈ چلائے۔اس میں درج ذیل باتوں کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے: جب آپ کی گاڑی چل رہی ہو تو ہارن کا صرف اس وقت استعمال کریں جب آپ دیگر سڑک استعمال کرنے والوں کو اپنی موجودگی کے بارے میں متنبہ کرنا چاہتے ہوں، اور کبھی بھی ہارن کو غصے میں نہ بجائیں۔

یہ امر بھی ملحوظِ خاطر رہے کہ اس میں صرف لہو و لعب کی موسیقی منع نہیں ہے بلکہ تیز آواز میں تلاوت یا نعت وغیرہ بھی سننا منع ہے۔کیوں کہ اس سے بھی لوگ ذہنی طور پر متاثر ہوتے ہیں کہ کوئی کسی کام میں مصروف ہو، کوئی بیمار ہو یا کوئی نماز پڑھ رہا ہو تو ان کے ان کاموں میں خلل پیدا ہوتا ہے۔

غلط پارکنگ:

گاڑی کو غلط جگہ پر کھڑا کرنا بھی کسی کو ایذا دینے میں آتا ہے۔اس میں ہوتا یہ ہے کہ ایک شخص کسی غلط جگہ گاڑی پارک کرتا ہے تو بعد میں وہاں گاڑی پارک کرنے والے اس کی پیروی کرتے ہوئے گاڑی پارک کرتے ہیں اور گاڑیوں کی لائن لگ جاتی ہے جس کی وجہ سے لوگوں کا وقت بھی ضائع ہوتا ہے اور آمد و رفت میں پریشانی بھی ہوتی ہے۔

جارحانہ انداز میں گاڑی چلانا:

رہائشی علاقوں کی تنگ سڑکوں جن پر گاڑیاں بھی کھڑی ہوتی ہیں عموماً آپ کو تیز رفتار سے بڑھنا نہیں چاہیے۔(ایضاً)

زمین کی حدود سے بڑھ کر قبضہ کرنا:

اپنے گھر کی حدود سے بڑھ کر زمین پر قبضہ کرنا، دکان کے آگے قبضہ کرنا، یا راستے میں کوئی چیز بیچنے کے لیے کھڑے ہو جانا، یہ تمام چیزیں اس وجہ سے ممنوع ہیں کہ اس کی وجہ سے راستہ تنگ ہو جاتا ہے اور سڑک پر آمد و رفت اور ٹریفک کی روانی متاثر ہوتی ہے۔کچھ دکان دار اپنی دکان کے آگے کسی اور کو اپنا سامان بیچنے کے لیے کھڑا کر دیتے ہیں اور پھر اس سے پیسے بھی لیتے ہیں۔یہ عمل تو اور زیادہ قبیح ہے۔اس لیے کہ ایک تو ایسی زمین پر قبضہ کیا جو اس کی ملکیت نہیں تھی اور پھر برائی کی سرپرستی کی کہ راستہ تنگ ہو گیا، اور اس پر مستزاد یہ کہ پیسے بھی وصول کیے جو اس کا حق نہیں تھا۔

پرنالہ سڑک پر گرانا:

راستے کے تکلیف دہ امور میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ اپنے گھر کا پرنالہ باہر سڑک پر گرائیں۔اس کی وجہ سے سڑک پر پانی اور پھر کیچڑ جمع ہوتا ہے اور لوگوں کو آنے جانے میں پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔یہ چیز بھی ممنوع ہے۔اسی طرح گھر کا صحن یا گلی دھو کر پانی سڑک یا گلی میں بہا دینا، جس سے آنے جانے والوں کو تکلیف ہو، یہ بھی مناسب نہیں۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: ''لوگوں میں بہترین وہ ہے جو انھیں فائدہ پہنچانے والا ہو''(مسند الشہاب)

لوگوں کو آپ کی ذات سے فائدہ پہنچے۔کسی کو آپ کی وجہ سے نقصان یا پریشانی نہ اٹھانی پڑے۔اس بات کو لے کر حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے سوال کیا تھا: یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ کا کیا خیال ہے اگر میں کوئی بھلائی کا کام کرنے سے عاجز آ جاؤں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اپنے شر سے لوگوں کو بچائے رکھو، پس یہ تمہاری طرف سے تمہارے نفس پر صدقہ ہے۔''(مسلم)

وہ شخص جو لوگوں کے لیے مصیبت کا باعث بنتا ہے اور اس کے شر کی وجہ سے لوگ اس سے ملنا جلنا چھوڑ دیں تو قیامت کے دن اللہ کے نزدیک اس کا سب سے بدترین درجہ ہوگا۔اس میں یہ چیز بھی شامل ہے کہ آپ کے رویے کی وجہ سے لوگ آپ کی گلی سے گزرنا چھوڑ دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''بے شک اللہ کے نزدیک قیامت کے دن سب سے بدترین شخص وہ ہوگا جس کے شر سے بچنے کے لیے لوگ اس سے ملنا چھوڑ دیں۔''(سنن ابوداود)

اسلام کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ آپ کے قول و فعل سے کسی کو کوئی تکلیف نہ پہنچے، چاہے وہ جسمانی تکلیف ہو یا روحانی، وقتی ہو یا دائمی، بالواسطہ ہو یا بلاواسطہ۔ ہمیشہ آپ کی ذات سے دوسروں کو نفع پہنچے۔

ایک موقعے پر کچھ لوگ مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ رسول اللہ ﷺ ان کے پاس کھڑے ہو گئے اور ان سے فرمایا: ''کیا میں تم میں سے بدترین اور بہترین شخص کا نام بتاؤں؟'' راوی کہتے ہیں کہ یہ سن کر وہ لوگ خاموش رہے۔آپ ﷺ نے تین مرتبہ یہ بات پوچھی تو ایک شخص نے کہا: کیوں نہیں یارسول ﷺ اللہ! ہم میں سے بدترین لوگوں میں سے بہترین اشخاص کی نشان دہی فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے بہترین وہ ہے، جس سے بھلائی کی امید ہو اور جس کے شر سے لوگ محفوظ ہوں، اور تم میں سے بدترین وہ ہے جس سے خیر کی ذرا بھی امید نہ ہو اور اس کے شر سے بھی حفاظت نہ ہو۔''(بخاری)

سلام کا جواب دینا:

اسلام کی بنیاد اور اس کی پہچان امن و سلامتی ہے۔اس کے اظہار کے لیے اپنے ماننے والوں سے اس کا مطالبہ ہے کہ سلام پھیلاؤ۔حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: اسلام میں بہترین عمل کون سا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کھانا کھلانا اور جسے پہچانتے ہو یا نہیں پہچانتے اسے سلام کرنا۔''(بخاری)

راستے میں مختلف طرح کے لوگ ہوتے ہیں۔کوئی پیدل ہوتا ہے تو کوئی گاڑی میں سوار، کوئی بیٹھا ہوتا ہے تو کوئی گزرنے والا۔اب اس میں مختلف احکامات ہیں کہ کون کسے سلام کرے۔اس کے احکامات بھی ہمیں اسلام کی تعلیمات میں ملتے ہیں۔رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ''سوار، پیدل چلنے والے کو سلام کرے، پیدل گزرنے والا بیٹھے ہوئے کو، اور کم لوگ زیادہ لوگوں کو سلام کریں۔''(بخاری)

آج کل سلام نہ کرنے کا اتنا رواج ہو چلا ہے کہ اگر راہ چلتے کوئی کسی کو سلام کرے تو وہ شخص پریشان ہو جاتا ہے کہ مجھے کس نے سلام کر دیا؟ اس لیے سلام کو عام کرنے کی ضرورت ہے۔نبی کریم ﷺ کی حدیث کی رو سے جنت میں لے جانے والے اعمال میں سے ایک اہم عمل آپس میں سلام کو پھیلانا بھی ہے۔

امر بالمعروف و نہی عن المنکر:

راستے کے حقوق میں سے ایک حق یہ بھی ہے کہ جو شخص وہاں منکر ہوتے ہوئے دیکھے تو اسے اپنی استطاعت کے مطابق روکے اور اسی طرح وہ اچھائی کا حکم دینے کا فریضہ ادا کرے۔مسلمان پر جس طرح نماز، روزہ، زکوٰۃ فرض ہے، اسی طرح امر بالمعروف و نہی عن المنکر بھی ایک اہم فریضہ ہے۔اس فریضے کو ادا کرنے کے مختلف درجات ہیں۔صرف قوت و اقتدار ہی اس میں شامل نہیں ہے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے،

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو تم میں سے منکر ہوتے ہوئے دیکھے پس اسے چاہیے کہ اس کو ہاتھ سے روکے۔ اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو اپنی زبان سے۔ اگر اس کی استطاعت نہ ہو تو اپنے دل میں اسے برا کہے اور یہ ایمان کا سب سے ادنیٰ درجہ ہے۔'' (مسلم)

اس حدیث کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ فریضہ ہر مسلمان پر لازم ہے۔ یہ صرف حکومتی ذمہ داران کی ذمے داری نہیں ہے۔

قضائے حاجت سے ممانعت:

راستے کے حقوق میں سے ایک یہ بھی ہے کہ کوئی بھی قضائے حاجت راستے میں نہ کرے۔ کیوں کہ راستے سے گزرنے کا حق سب لوگوں کا ہے۔ اس لیے کسی کے لیے بھی یہ جائز نہیں ہے کہ وہ راستوں یا انتظار گاہ (جو مسافروں کے لیے بنائی جاتی ہے) میں قضائے حاجت کر کے مسافروں کو پریشانی اور تکلیف میں مبتلا کرے۔ حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''لعنت کیے گیے لوگوں سے بچو۔'' صحابہؓ نے پوچھا یارسول اللہ ﷺ! وہ کون لوگ ہیں؟ فرمایا: ''جو لوگوں کے راستے یا ان کے سائے کی جگہ میں قضائے حاجت کرتا ہے۔'' (مسلم)

یاد رہے کہ راستوں کو آلودہ کرنے کے حوالے سے یہ چیز بھی شامل ہے کہ راستے میں کوڑا کرکٹ، گندگی اور اسی طرح کی دیگر اشیا ڈالی جائیں۔ اسی طرح انتظار گاہ میں تھوکنا یا ادارے کے اندرونی راستوں پر تھوکنا یہ چیز بھی گندگی پھیلانے کے زمرے میں آتی ہے۔

راستوں کو صاف ستھرا رکھنے میں انفرادی اور اداراتی سطح پر کام کرنے والے لوگ بھی شامل ہیں، مثلاً: بلدیہ کا کام ہے کہ سڑکوں اور گلیوں کی صفائی رکھے اور نکاسی آب (سیوریج) کے نظام کو بہتر بنانے کے لیے نالوں کی صفائی کرے۔ الا ماشاء اللہ اگر کہیں یہ نظام ٹھیک ہوتا ہو بحیثیت مجموعی جہاں یہ صفائی کرتے ہیں تو ساری گندگی باہر سڑک پر ڈال دیتے ہیں اور اس کو وہاں سے اٹھانے کا کوئی مؤثر انتظام نہیں ہوتا۔ لہٰذا اداروں کو بھی اس حوالے سے اپنا کردار ادا کرنا چاہیے۔

راستہ بھولنے والے کو راستہ بتانا:

راستے کا ایک حق یہ بھی ہے کہ کوئی شخص راستہ بھول جائے تو اُس کی صحیح راستے کی طرف رہنمائی کرنا۔ اس میں کسی نابینا کو راستہ بتانا بھی شامل ہے۔

کچھ لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ اگر ان سے کوئی راستہ پوچھے تو اسے صحیح راستہ نہیں بتاتے۔ یہ انتہائی نامناسب عمل ہے۔ ایک حدیث میں تو اللہ کے رسول ﷺ نے راستہ بتانے کو صدقات میں شمار کیا ہے۔ حضرت ابوہریرہ ؓ سے مروی ہے، رسول ﷺ اللہ نے ارشاد فرمایا: ''راستہ بتانا بھی صدقہ ہے۔'' (بخاری)

سواری پر سوار کرنا یا سامان اٹھانے میں مدد دینا:

راستے سے گزرتے ہوئے اگر کوئی بزرگ گاڑی پر سوار نہ ہو سکے یا کوئی اور ہو جسے سواری پر سوار ہونے میں دقت پیش آئے، تو اسے سوار ہونے میں مدد دینا، اور اسی طرح کسی کا سامان اٹھانے میں مدد دینا بھی راستے کے حقوق میں سے ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اسے صدقات میں شمار کیا ہے۔ حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہر جوڑ کے بدلے میں ہر دن صدقہ ہے۔ آدمی کو سواری پر سوار ہونے میں مدد دینا، یا اس کا سامان سواری تک اٹھانے میں مدد کرنا بھی صدقہ ہے۔'' (بخاری)

ہمیں اپنا جائزہ لینا چاہیے کہ ہم کہاں تک راستے کے حقوق ادا کرتے ہیں۔ اگر راستے میں جاتے ہوئے کوئی ان چھوٹی چھوٹی باتوں کا خیال رکھ کر اس پر عمل کرے، تو یقیناً اس کی اپنی زندگی بھی خوش گوار ہوگی اور وہ لوگ بھی خوش وخرم ہوں گے جن کو اس شخص کی نیکی کی وجہ سے پریشانی سے نجات مل جائے گی۔ اس طرح ایک دوسرے کا خیال رکھنے کا جذبہ پیدا ہوگا اور معاشرے میں سکون واطمینان اور محبت واخوت کی فضا قائم ہوگی۔

دعائے مغفرت

اناللہ وانا الیہ راجعون

☆ رفیق تنظیم گجرات محترم حافظ سلیمان اکبر کی پھوپھی زاد بہن وفات پا گئیں۔

برائے تعزیت: 0337-4969642

اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ قارئین سے بھی ان کے لیے دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَھَا وَارْحَمْھَا وَاَدْخِلْھَا
فِیْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْھَا حِسَابًا یَّسِیْرًا

داخلے جاری ہیں

جاری کردہ
ڈاکٹر اسرار احمد ؒ

مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کے زیر اہتمام

رجوع الی القرآن کورسز (پارٹ I اور II)

یہ کورسز بنیادی طور پر تعلیم یافتہ افراد کے لیے ترتیب دیے گئے ہیں' تاکہ وہ حضرات جو کم از کم انٹرمیڈیٹ کی سطح تک اپنی دنیاوی تعلیم مکمل کر چکے ہوں اور اب بنیادی دینی تعلیم بالخصوص عربی زبان سیکھ کر فہم قرآن کے حصول کے خواہش مند ہوں' ان کورسز کے ذریعے ان کو ایک ٹھوس بنیاد فراہم کر دی جائے۔ ہفتے میں پانچ دن روزانہ صبح کے اوقات میں تقریباً پانچ گھنٹے تدریس ہوگی۔ ہفتہ وار تعطیل ہفتہ اور اتوار کو ہوگی۔

نصاب (پارٹ I) برائے مرد وخواتین (کوالیفکیشن: انٹرمیڈیٹ پاس کیا ہو)

1. عربی صرف ونحو
2. ترجمۂ قرآن (مع تفسیری توضیحات)
3. سیرت النبی ﷺ
4. قرآن حکیم کی فکری وعملی راہنمائی
5. تجوید و ناظرہ
6. مطالعۂ حدیث و فقہ العبادات
7. اصطلاحاتِ حدیث
8. اضافی محاضرات

نصاب (پارٹ II) صرف مرد حضرات (کوالیفکیشن: پارٹ (I) پاس کیا ہو)

1. مکمل ترجمۃ القرآن (مع تفسیری توضیحات)
2. مجموعۂ حدیث
3. فقہ
4. اصولِ تفسیر
5. اصولِ حدیث
6. اصولِ فقہ
7. عقیدہ
8. عربی زبان وادب
9. اضافی محاضرات

انٹرویو کی تاریخ: 22 جولائی (صبح 9:00 بجے)
کلاسز کا آغاز: 23 جولائی (صبح 8:00 بجے)

داخلہ کے خواہشمند ایک تصویر، شناختی کارڈ کی کاپی اور انٹرمیڈیٹ کی سند کی کاپی کے ہمراہ 19 جولائی تک رجسٹریشن کروالیں

برائے رابطہ
قرآن اکیڈمی
36-K ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: 3-35869501 (042)
email:lrts@tanzeem.org
ملک شیر افگن (مرد حضرات) 0300-4201617
(خواتین آفس) 3-35869501 (042)

کاروباری اور ملازمت پیشہ حضرات کے لیے بنیادی دینی علوم سے آگاہی کا موقع
مرکزی انجمن خُدام القرآن کے شعبہ تدریس کے زیر اہتمام

17 جون سے

فہم دین کورسز

کا آغاز ہو چکا ہے۔

نصاب (موڈیول I)

- عربی ریڈر (دروس اللغة: پہلا حصہ)
- تجوید و ناظرہ (آخری بیس سورتیں، نماز مسنون اذکار)
- مطالعہ منتخب نصابِ حدیث (اربعین نووی)
- سیرۃ النبیؐ (مکی زندگی)
- توسیعی محاضرات (عقائد، طہارت، عبادات)

نصاب (موڈیول II)

- عربی ریڈر (دروس اللغة: دوسرا حصہ)
- ترجمہ قرآن (سورۃ یوسف، سورۃ الرعد)
- توسیعی محاضرات
(حرمت سود، تحریکوں کا تعارف، اقبال شناسی)

دورانیہ: 4 ماہ   اوقات تدریس: شام 6:30 سے 8:30 (سوموار سے جمعرات)

نوٹ:
موڈیول II میں داخلے کے لیے موڈیول I کا پاس ہونا یا داخلہ ٹیسٹ پاس کرنا لازمی ہے۔

داخلہ فارم قرآن اکیڈمی کے استقبالیہ پر جمع کرادیں۔

قرآن اکیڈمی

K-36، ماڈل ٹاؤن، لاہور

حرفِ استفسار: 0307-5485710
042-35869501-3
irts@tanzeem.org

شعبہ خط وکتابت کورسز کی تاریخ میں ایک اور سنگِ میل کا اضافہ!!

آن لائن کورس

- کیا آپ جاننا چاہتے ہیں؟ ازروئے قرآن ہماری دینی ذمہ داریاں کیا ہیں؟
نیکی اور تقویٰ اور جہاد اور قتال کی حقیقت کیا ہے؟
- کیا آپ دین کے جامع اور ہمہ گیر تصور سے واقفیت حاصل کرنا چاہتے ہیں؟
- کیا آپ قرآن حکیم کی فکری اساس اور بنیادی عملی ہدایات سے روشناس ہونا چاہتے ہیں؟
- کیا آپ نجی مجالس میں اسلام پر ہونے والی تنقید کا مناسب اور مدلل جواب دینے کی اہلیت حاصل کرنا چاہتے ہیں؟

تو

صدر مؤسس مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور ڈاکٹر اسرار احمد مرحوم ومغفور کے مرتب کردہ
"مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب" پر مبنی
"قرآن حکیم کی فکری وعملی راہنمائی کورس" سے استفادہ کیجیے
یہ کورس (جو ایک عرصہ سے بذریعہ خط وکتابت کروایا جارہا ہے) شائقین علومِ قرآنی کی دیرینہ خواہش پر

الحمدللہ!
اب یہ کورس آن لائن (ONLINE) بھی شروع ہو چکا ہے

برائے رابطہ: انچارج شعبہ خط وکتابت کورسز' قرآن اکیڈمی' K-36' ماڈل ٹاؤن' لاہور
فون: 3-(92-42)35869501 E-mail:distancelearning@tanzeem.org

تنظیم اسلامی کا پیغام   نظامِ خلافت کا قیام

سیمینار

محمد مرسی کی شہادت اور احیائی تحریکوں کا مستقبل

کے عنوان سے امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید کے زیر صدارت

7 جولائی 2019ء بروز اتوار صبح 10:30 بجے

مقررین

1۔ عبدالغفار عزیز
2۔ حامد کمال الدین
3۔ مختار حسین فاروقی
4۔ ایوب بیگ مرزا
5۔ عطاء الرحمٰن عارف
اور دیگر

بمقام **قرآن آڈیٹوریم**
191 اتاترک بلاک
نیو گارڈن ٹاؤن لاہور

خواتین کی شرکت کا باپردہ اہتمام ہے۔

www.tanzeem.org

بانی تنظیم ڈاکٹر اسرار احمدؒ   **تنظیمِ اسلامی**   امیر تنظیم حافظ عاکف سعید

رفقاء متوجہ ہوں   ان شاء اللہ

"مسجد نمرہ ملک پارک دفتر سوئی گیس لنک روڈ گوجرانوالہ" میں
07 تا 13 جولائی 2019ء (بروز اتوار نماز عصر تا بروز ہفتہ نماز ظہر)

مبتدی و ملتزم تربیتی کورس

کا انعقاد ہو رہا ہے

نوٹ: ملتزم تربیتی کورس میں مندرجہ ذیل موضوعات پر باہمی مذاکرہ ہوگا۔
رفقاء اِن موضوعات پر دستیاب مواد کا مطالعہ کر کے تشریف لائیں:-
☆ جہاد فی سبیل اللہ   ☆ اسلام کا انقلابی منشور

اور

12 تا 14 جولائی 2019ء (بروز جمعۃ المبارک نماز عصر تا بروز اتوار نماز ظہر)

امراء و نقباء تربیتی و مشاورتی اجتماع

کا انعقاد ہو رہا ہے، زیادہ سے زیادہ رفقاء اور امراء و نقباء متعلقہ پروگرام میں شریک ہوں

موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

برائے رابطہ: 0300-7446250/0300-7478326/055-3891695
المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت (042)35473375-79

The end of capitalism?

There is nothing in the new budget that sets the ruling PTI apart from the other two mainstream political parties — the PML-N and the PPP — in terms of philosophies governing politics and economy.

Like the past 10 budgets, the new one too is based on the philosophy propounded by the Washington Consensus and on the much-maligned trickle-down theory. Both draw their inspiration from capitalism which is fast losing its validity.

The end of capitalism is being increasingly linked to the recent figures showing that the wealthiest eight billionaires in the world have as much wealth as the bottom half of the global population, or some 3.5 billion people. The equivalent figure was the 62 wealthiest billionaires in 2016. Back in 2010 it was more than 300.

“This is how rapidly wealth is being sucked up to the top — this may be termed the vacuum-up effect as opposed to the myth of trickle-down economics,” says Youssef El-Gingery in an article titled, “Karl Marx 200th anniversary: The world is finally ready for Marxism as capitalism reaches the tipping point” published in UK’s Independent newspaper on May 4, 2018.

A slew of books heralds the end of capitalism and announces that we are entering the epoch of post- capitalism, according to the gospel of journalist and author Paul Mason. The most dangerous philosopher in the West, Slavoj Zizek, according to The New Republic magazine, is communist; one of his recent tomes, “Living in the End Times”, conjures up the apocalyptic sense of the death throes of capitalism.

In 2011, back when it was still unfashionable to confess to being Marxist, Oxford University literary theorist Professor Terry Eagleton boldly decreed that Marx had been right after all. Eagleton is no longer alone.

The Marxist critique of capitalism hinges on its innate tendency towards concentration and centralization of wealth. French economist Thomas Piketty’s work, updating the original title to Capital in the Twenty-First Century, using a large amount of historical data, has further corroborated Marx’s theories on the concentration of wealth.

Whilst Victorian capitalism was dominated by small-to-medium-sized companies, the middle decades of the 20th century witnessed a shift to statist capitalism. Since then the age of globalization has been ushered in with multinational corporations straddling the globe — many of them larger than the states they operate in. The movement of vast pools of capital on a global scale is historically unmatched. In other words, the centralization Marx predicted 150 years ago is panning out.

Neoliberal doctrine emphasizes the virtues of competition. Yet the reality of deregulated free markets, most evidently in financial services, has been monopoly, cartels,

collusion and rigging. This is evidenced by the big four dominances in every sector from banking, accountancy, magic circle law firms, to high street supermarkets, energy companies and privatized utilities. The contradictions of the system have now attained a new level of absurdity.

So of late, capitalism is being funded to be economically, socially and ecologically unsustainable, not to mention bankrupt, then whither to from here?

Undoubtedly, a set of progressive ideas is coalescing amongst the new left? a green economy, public and democratic control of the economy, full automation. This 21st century manifesto is embodied in such books as Inventing the Future. The critical question remains of the vehicle necessary to bring about this transition. The transition of capitalism to an alternative political and economic system will likely play out, according to Youssef, over a protracted period.

One had hoped that the PTI which claims to be the agent of change would roll with the transformations taking place globally on the economic front and usher in the needed 'Tabdeeli' in the country with its first budget, but the 'Kaptaan' has turned out to be a true agent of status quo.

<u>Source</u>*: An article written by M Ziauddin (Published in The Express Tribune, June 22nd, 2019)*

<u>Note</u>: The editorial board of Nida e Khilafat may not agree with all information provided, analysis made and conclusions drawn in the article.

غلبۂ اقامتِ دین کی جدوجہد کا حُدی خواں | تنظیم اسلامی کی انقلابی دعوت کا ترجمان

ماہنامہ میثاق لاہور

اجرائے ثانی: ڈاکٹر اسرار احمد رحمۃ اللہ علیہ

شمارہ جولائی 2019ء ذوالقعدہ ۱۴۴۰ھ

مشمولات

☆ محمد مرسی کی شہادت:
احیائی تحریکوں کے لیے لمحۂ فکریہ —— ایوب بیگ مرزا
☆ خاندانی زندگی کے بنیادی اصول —— شجاع الدین شیخ
☆ تزکیۂ نفس: کچھ گزارشات —— محمد رشید عمر
☆ قرآن مجید کو سمجھے بغیر پڑھنا —— پروفیسر محمد یونس جنجوعہ
☆ طالب علم کا اخلاق کیسا ہونا چاہیے؟ —— ڈاکٹر محمد امین
☆ میرے استاد: میرے محسن —— ڈاکٹر حافظ ظفر احمد
☆ ڈارون کا نظریۂ ارتقاء: ایک خطرناک دھوکہ —— ڈاکٹر محمد سرشار خان

محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ کا ''بیان القرآن'' باقاعدگی سے شائع ہو رہا ہے!

☆ صفحات:100 ☆ قیمت فی شمارہ:40روپے ☆ سالانہ زرِتعاون (اندرون ملک) 400روپے

مکتبہ خدام القرآن لاہور

اعلان داخلہ 2019-20ء

بانی: ڈاکٹر اسرار احمدؒ

کُلیۃ القرآن لاہور

(1) درسِ نظامی (آٹھ سالہ کورس) مع میٹرک' ایف اے' بی اے' ایم اے
اہلیت: مڈل پاس' جبکہ میٹرک پاس کو ترجیح دی جائے گی۔

(2) دراساتِ دینیہ (دو سالہ کورس) مع انٹرمیڈیٹ آئی کام۔ جنرل سائنس
اہلیت: میٹرک سائنس :60 فیصد (کم سے کم) نمبروں کے ساتھ

میٹرک کے نتائج کا انتظار کرنے والے طلبہ بھی داخلہ لے سکتے ہیں۔
ذہین اور مستحق طلبہ تعلیمی وظائف کے لیے درخواست دے سکتے ہیں۔
ہوسٹل میں محدود نشستیں دستیاب ہیں۔

داخلے کا آغاز

21 جون 2019ء

داخلہ کے خواہش مند طلبہ اپنی سابقہ اسناد، اپنے اور والد/سرپرست کے شناختی کارڈ کی فوٹو کاپی اور 3 عدد تصاویر ہمراہ لائیں۔

برائے رابطہ: 191-A اتاترک بلاک نیوگارڈن ٹاؤن لاہور
فون نمبر: 042-35833637
0301-4882395

Vol: 28 Regd. No. C.P.L NO.114 No.26

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore